ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 19؍نومبر 2010ء | 12؍ذی الحج 1431 ہجری قمری ❁ 19؍نبوت 1389 ہجری شمسی | شمارہ 47

تبلیغ احادیث کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے کہ جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر جیسا اس نے سنا ہے اسی طرح اسے آگے پہنچا دیا۔

(جامع ترمذی ابواب العلم باب فی الحی علی تبلیغ السماء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

سچ تو یہ ہے کہ چودھویں صدی پر اکابر امت کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام کشوف اور رؤیا اور الہامات اس امر کی طرف ایماء کرتے تھے کہ اس صدی پر آنے والا موعود عظیم الشان انسان ہوگا جس کا نام احادیث میں مسیح موعود اور مہدی آیا ہے۔

جب وہ وقت آ گیا اور آنے والا آ گیا تو بہت تھوڑے وہ لوگ نکلے جنہوں نے اس کی آواز کو سنا۔

’’اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہئے کہ سنتے ہی اس کی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔ میں جو کچھ اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور عظیم الشان بات ہے۔ میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات ہے۔ اس لئے جو اس کی تکذیب کے لئے جرأت اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے مجھے اس کی تکذیب سے کوئی رنج نہیں ہو سکتا البتہ اس پر رحم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) میں فرمایا ہے۔ پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس برس گذر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لئے مبعوث ہوتا۔ اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اس کے الہام اور وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کے سر آ جانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ چودھویں صدی پر اکابر امت کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور تمام کشوف اور رؤیا اور الہامات اس امر کی طرف ایماء کرتے تھے کہ اس صدی پر آنے والا موعود عظیم الشان انسان ہوگا جس کا نام احادیث میں مسیح موعود اور مہدی آیا ہے۔ مگر مَیں کہوں گا کہ جب وہ وقت آ گیا اور آنے والا آ گیا تو بہت تھوڑے وہ لوگ نکلے جنہوں نے اس کی آواز کو سنا۔ غرض یہ بات کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے پس اس وعدہ کے موافق ضروری تھا کہ اس صدی میں بھی جو انیس سال تک گذر چکی ہے مجدد آئے۔ اب اس دوسرے پہلو کو دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا اس وقت اسلام کے لئے کوئی آفات اور مشکلات ایسی پیدا ہوگئی ہیں جو کسی مامور کے لئے داعی ہیں؟ جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اس وقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی۔

اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہوگئی ہے کہ بہت سی بدعتیں اور شرک سچی توحید کی بجائے پیدا ہو گئے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل شریعت ہوگئی ہے۔ مجھ کو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ مجھے کو یہ لوگ کہتے ہیں کہ مَیں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس امر کو انہوں نے نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ مگر اپنے گھر میں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ نبوت کا دعویٰ تو انہوں نے کیا ہے جنہوں نے اپنی شریعت بنالی ہے۔ کوئی بتائے کہ وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مختلف گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں، مَیں نے ایجاد کئے ہیں؟ یا مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر عمل کرتا ہوں اور اس پر ایک نقطہ یا شعشہ بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔

اور ہزار ہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ مین اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کے لئے آنحضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مصائب برداشت کیں جن کو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کر سکتا وہ آج مفقود و معدوم ہو گیا ہے۔ جیل خانوں میں جا کر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔ زنا، شراب اور اِتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہو رہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جاوے۔ ہر دانشمند اور غور کرنے والا انسان قوم کے مختلف افراد کی حالت پر نظر کر کے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاوے گا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علّت غائی تھا، جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔ عملی حالت جس کی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی اور جو غیروں اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز تھی سخت کمزور اور خراب ہوگئی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 355-357۔جدید ایڈیشن)

کہاں ممکن ترے فضلوں کا اِرقام

جماعت احمدیہ کی حقانیت، خلافت احمدیہ کی برکات اور اسلام احمدیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور رؤیاء و کشوف کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف ہدایت کے نہایت دلچسپ اور غیر معمولی عظمت کے حامل ایمان افروز واقعات

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو بہت عظمت دینے اور آپ کی محبت دلوں میں بٹھانے اور آپ کے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلانے اور آسمان سے وحی والہام اور مبشر خوابوں اور رؤیاء وکشوف کے ذریعہ لوگوں پر آپ کی صداقت کو آشکار کرنے اور آپ کے مددگاروں کی معاونت اور آپ کے دشمنوں کی ذلّت کے نشانات دکھانے کے جو وعدے فرمائے تھے وہ تمام وعدے نہ صرف یہ کہ حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی میں بڑی شان سے پورے ہوئے بلکہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ آج تک پورے ہوتے چلے جارہے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ ایسے بعض واقعات الفضل انٹرنیشنل کے صفحات میں مختلف مضامین اور رپورٹس وغیرہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ قبل ازیں 26/جون، 3/جولائی اور 10 جولائی 2009ء کے الفضل انٹرنیشنل کے شماروں میں ایسے ہی بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات شائع کئے گئے تھے۔ اسی تسلسل میں مکرم عبدالماجد صاحب طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے بعض مزید واقعات ہمیں بھجوائے ہیں جن کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

برسات ضرور ہوگی

...... مکرم ناظم صاحب وقف جدید ربوہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع کو برسات کے لئے دعائیہ خط کا حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے جواب موصول ہوا تو اس خط پر لکھا تھا کہ برسات ضرور ہوگی۔ چنانچہ اگلے دن وہ نومبائع خط لے کر اپنے کھیتوں میں چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے بڑی عقیدت سے حضور انور کے خط کو چوما اور خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ خدایا! اگر یہ آدمی سچا ہے تو برسات نازل فرما۔ یہ دعا کرنے کے بعد وہ ابھی گھر بھی نہیں پہنچا تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔ اس بات سے اس نومبائع اور دیگر لوگوں کے ایمان میں بہت اضافہ ہوا۔

اللہ رکاوٹوں کو خود دور کرے گا

......مکرم امیر صاحب آسٹریلیا لکھتے ہیں:

کونسل نے میلبورن (Melborn) احمدیہ سینٹر کو مسجد اور کمیونٹی سینٹر کے طور پر استعمال کی مخالفت کے باوجود اجازت دی تھی۔ بعد میں ایک شخص نے عدالت میں اپیل کردی۔ ہم سب پریشان ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور جواب آیا کہ "اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو خود دور کرے گا"۔

خلیفۃ المسیح کی دعا بڑی شان سے پوری ہوئی۔ کل ہی کورٹ کا فیصلہ جماعت کے حق میں ہوا اور یہ بھی کہ اب کسی جگہ بھی اس کے خلاف اپیل نہیں ہوسکتی۔

شریروں پر پڑے ان کے شرارے

......مکرم سرکل انچارج صاحب ڈائمنڈ ہاربر انڈیا تحریر کرتے ہیں کہ: علاقہ سندربن میں جماعت کی شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا گیا۔ حضور انور نے جواباً تحریر فرمایا کہ "اللہ مخالفین کے شر کو انہیں پر لوٹا دے"۔

اسی شام مخالفین کی آپس میں کسی بات پر لڑائی ہوئی۔ 17 افراد شدید زخمی ہوئے اور ہسپتال میں داخل ہوئے۔ یوں مخالفت کا زور ٹوٹ گیا اور ان کے شر انہیں پر الٹ گئے۔

خواب میں علاج کی طرف رہنمائی

......مکرم امیر صاحب برکینا فاسو لکھتے ہیں کہ:

جیجینی (Djejen) ریجن کا واقعہ ہے۔ یہاں کا ایک خادم سَونگا لُوتَرا اَوِرے جو احمدی تو تھا مگر خاص اخلاص اور توجہ نہ تھی۔ کچھ عرصہ قبل اس کی بیٹی حوّا جو کہ ایک سال کی تھی بیمار ہوئی اور اس قدر بیمار ہوئی کہ تمام علاج معالجہ کے باوجود ڈاکٹرز نے کہا کہ گھر لے جاؤ یہ مرجائے گی۔ گھر آکر پریشانی کے عالم میں تھا کہ خیال آیا کہ مربی صاحب نے جب تقریر کی تھی تو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح کی دعائیں سنتا ہے۔ اب مَیں فوراً تو ان کو دعا کے لئے پیغام نہیں بھجوا سکتا لیکن اے اللہ! تُو کوئی نشان دکھا کہ مَیں اس بات پر تسلی پا جاؤں۔ کہتے ہیں کہ اس اثناء میں سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ حضور انور آئے ہیں اور اس کی لوکل زبان میں وہاں کے ایک درخت 'گالا بلے' (Gaba Bley) (یہ درخت اسی علاقہ میں پایا جاتا ہے) کے متعلق فرمانے لگے کہ اس کے پتے توڑ لاؤ اور اُبال کر اس کے پانی سے لڑکی کو نہلاؤ اور بعد میں ان پتوں میں ابلا ہوا پانی اس کو پلاؤ۔

یہ عجیب خواب دیکھ کر وہ جاگ گیا اور فوراً اس درخت سے پتے توڑ کر لڑکی کا علاج کیا۔ خدا کی عجیب شان کہ اسی روز رات آنے سے قبل اس کی لڑکی رُوبصحت ہوگئی اور آج تک تندرست و توانا ہے۔

اب اس خادم کا اخلاص اور اس کی جماعت کے ساتھ والہانہ الفت کا یہ حال ہے کہ جب مَیں وہاں پر گیا تو زبردستی خاکسار کو اپنے گھر لے کر گئے اور کہنے لگے کہ دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو احمدیت کا حقیقی خادم بنادے۔

خلافت حقّہ کی برکت سے مشکل سے نجات

......مکرم امیر صاحب برکینا فاسو بیان کرتے ہیں کہ ایک احمدی دوست جن کا نام گَوسعیدُ وہے کام کی تلاش کے سلسلہ میں انہوں نے آئیوری کوسٹ جانے کی تیاری کی اور براستہ مالی اپنے دوستوں کے ہمراہ آئیوری کوسٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب ایک علاقہ Yamasokro پہنچے تو پولیس نے ان کو روک لیا اور کہا کہ آپ ہمارے ملک میں گھسنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اور ان کے تین دوستوں کو لائن میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ دہشتگرد ہیں ان کو شوٹ (Shoot) کردو۔ گوسعید و صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے تینوں مالین (Malian) دوستوں کو چھوڑ دیا جبکہ مجھے بدستور کھڑا کئے رکھا اور مجھے یقین ہوگیا کہ پولیس والے مجھے شُوٹ کر دیں گے۔ اس پر مَیں نے دعا کی کہ یا اللہ! اگر میرے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تیری طرف سے ہیں تو آج ان کی بدولت میری جان ان پولیس والوں سے چھڑا دے۔ اس اثناء میں ایک پولیس والا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ آدمی شکل سے دہشتگرد نہیں لگتا۔ اس کو واپس اس کے ملک بھجوا دو۔ چنانچہ اس طرح یہ واپس اپنے گاؤں پہنچ گئے اور تمام واقعہ تفصیل سے سنایا اور کہا کہ آج کے بعد سے جماعت کا کوئی کام ہو یا جلسہ ہو میرا نام سب سے پہلے لکھنا کیونکہ خدا نے آج مجھے خلافت کی تجلیات دکھا دی ہیں۔

خلافت کی برکت سے اولاد کی نعمت

......مکرم یوسف بن صالح صاحب مبلغ سلسلہ غانا لکھتے ہیں کہ ٹیچی مان میں ایک بڑی مخلص عمر رسیدہ خاتون ہیں جن کا نام مریم عبداللہ ہے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے دورۂ غانا 2008ء کے دوران حضور کے کھانے کے لئے ایک بھیڑ بطور تحفہ پیش کی تھی۔ اس عورت کی بیٹی خدیجہ کے دو بچے ہیں مگر ایک لمبے عرصہ سے کسی مزید بچے کی ولادت نہیں ہوئی۔ ان خاتون نے بیان کیا کہ میرا ایمان تھا کہ اگر مَیں جلسہ پر جاؤں اور حضور کے پیچھے نماز ادا کروں اور بچے کی پیدائش کے لئے دعا کروں تو اس کی بیٹی کے ہاں ضرور اولاد ہوگی۔ چنانچہ یہ جلسہ پر گئیں اور حضور انور کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے کی توفیق پائی۔ جلسہ کے معًا بعد اس کی بیٹی حاملہ ہوئی۔ بعد ازاں اس عورت نے مجھے بے حد خوشی سے بتایا کہ خدا کے فضل سے اس کی بیٹی نے ایک خوبصورت اور صحتمند بچی کو جنم دیا ہے۔ الحمدللہ۔

......مکرم امیر صاحب بنگلہ دیش لکھتے ہیں:

سید فضل رومی صاحب اور ستارہ اختر صاحبہ میاں بیوی ہیں۔ 2004ء میں شادی ہوئی تھی لیکن اولاد نہیں ہو رہی تھی۔ 2007ء میں یہ دونوں احمدیت میں دلچسپی لینے لگے۔ بہت چھان بین کی۔ بالآخر احمدی ہونے سے پہلے ہی اہلیہ نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست بھیجی۔ حضور انور نے 7/جون 2008ء کو جوابی خط میں نیک اولاد کے لئے دعا دی اور ساتھ ہی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو احمدیت کی سچائی سمجھنے کی توفیق دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں میاں بیوی دونوں نے 26/اگست 2008ء کو بیعت کی اور احمدیت میں داخل ہوگئے اور اولاد کے بارہ میں دعا اس طرح قبول ہوئی کہ احمدی ہونے کے ٹھیک دس ماہ بعد ان کے ہاں پہلی اولاد بیٹی پیدا ہوئی۔ الحمدللہ۔

......مکرم محمد اشرف صاحب مبلغ بلغاریہ لکھتے ہیں: ایک زیرِ تبلیغ فیملی سے ہمارے داعیان کا مسلسل رابطہ تھا لیکن وہ ہماری بات سننے کی طرف توجہ نہیں دے رہے تھے۔ ان کے ہاں اولاد نہ تھی اور شادی کو چار سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ اس خاتون نے خواب میں دیکھا کہ انہیں کوئی عورت کہتی ہے کہ آپ رفعت کے پاس جائیں آپ کو اولاد بھی ملے گی اور برکتیں بھی۔ (ہماری صدر لجنہ کا نام رفعت جہاں ہے)۔

چنانچہ انہوں نے سینٹر آنا شروع کر دیا۔ ہم نے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھنے کو کہا۔ حضور انور کی طرف سے خط کا جواب موصول ہونے پر چیک اَپ کروایا گیا تو ڈاکٹر سے بتایا کہ یہ حاملہ ہیں۔ اس پر موصوفہ نے بیعت کرلی ہے اور اب اللہ کے فضل سے ان کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔

غیر معمولی شفا

...... مکرم امیر صاحب کانگو لکھتے ہیں کہ مِشعل اَکِینا (Michel Ikina) صاحب لوبومباشی میں ایڈووکیٹ جنرل تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنی بیوی کی بیماری کا ذکر کیا۔ خاکسار کے تحریک کرنے پر انہوں نے اسی وقت ایک خط حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھ دیا۔ اس خط میں انہوں نے صرف دو باتوں یعنی اپنی سروس میں ترقی اور بیوی کی شفا کے لئے ذکر کیا۔ یہ خط حضور انور کی خدمت میں بھجوا دیا گیا۔ خط لکھنے کے بعد درج ذیل واقعات رونما ہوئے۔

موصوف ایڈووکیٹ جنرل تھے لیکن بحیثیت قائمقام صوبائی اٹارنی جنرل کام کر رہے تھے۔ اس لحاظ سے انہوں نے مجسٹریٹ حضرات کا احتساب کیا۔ اس معاملہ کو بہت شہرت ملی۔ کونگو میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ مجسٹریٹ حضرات کو کنٹرول کیا گیا۔ نیشنل اور انٹرنیشنل سطح پر شہرت ملی۔ نیشنل لیول پر تمام صوبائی اٹارنی جنرل صاحبان کی کانفرنس موصوف کی زیرِ صدارت منعقد کی گئی۔ جب حضور انور کی طرف سے خط موصول ہوتو خاکسار خط لے کر ان کے گھر گیا۔ اس وقت ان کے جذبات غیر معمولی تھے۔ خط کو چُوما اور بار بار اس کا ذکر کرتے کہ مجھ غریب کو حضور انور نے اپنے دستخطوں کے ساتھ خط لکھا ہے۔ اس وقت ان کی خوشی اور حیرت دیدنی تھی۔

اسی موقع پر اپنی بیوی کی شفا کے حوالہ سے ایک واقعہ سنایا کہ ان کی بیوی ساؤتھ افریقہ میں علاج کے لئے مقیم تھی۔ ایک دن ڈاکٹر نے معمول کا چیک اَپ کیا اور چلا گیا۔ اسی وقت ڈاکٹر نے ایک کانفرنس کے سلسلہ میں اٹلی روانہ ہونا تھا۔ ڈاکٹر نے ہسپتال سے سیدھا ائر پورٹ جانا تھا۔ جب ڈاکٹر روانہ ہوا تو مریضہ کی حالت بگڑ گئی۔ ادھر ڈاکٹر اپنا بیگ اسی مریضہ کے کمرے میں بھول گیا۔ چنانچہ راستہ سے واپس اپنا بیگ لینے آیا۔ مریضہ کی حالت دیکھی تو فوراً سفر کی پروا نہ کرتے ہوئے علاج میں مصروف ہوگیا۔ جب مریضہ کی حالت بہتر ہوئی تو فلائٹ کا وقت نکل چکا تھا۔ لیکن ڈاکٹر نے ائر پورٹ جانے کا فیصلہ کیا کہ شاید ابھی جہاز نہ نکلا ہو۔ ادھر جہاز پرواز کے لئے بالکل تیار تھا کہ آخری وقت میں جہاز کے ٹائروں میں کوئی خرابی نظر

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر119

خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں عربوں میں تبلیغ

عربوں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ کے سفر میں چلتے چلتے اب ہم خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں آپہنچے ہیں۔ وہ عہد جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تقدیر کے تحت عرب ممالک میں تبلیغ اور انتشار احمدیت کے لئے نئے آسمانی ابواب کھول دیئے ہیں، اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام: یدعُونَ لکَ أبْدَال الشَّام وعِبَادُاللّٰہ مِنَ الْعَرَبْ (یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں) اور یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ صُلَحَاءِ الْعَرَب وَأبْدَالُ الشَّام (یعنی صلحائے عرب اور ابدالِ شام تجھ پر درود بھیجتے ہیں) عجیب شان سے پورے ہورہے ہیں۔

تقدیرالٰہی اور میعادِمقرر

گزشتہ ایک قسط میں ہم مکرم منیر عودہ صاحب کی زبانی بیان کرآئے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ عربوں کے لئے عربی زبان میں خطاب ریکارڈ کروانے کا بھی ارادہ فرمایا۔لیکن پھر یہ ارشاد فرمایا کہ: میرا خیال ہے کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

دوسری طرف جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تو حضور انور نے فرمایا کہ میرے عہد میں عربوں میں تبلیغ کے لئے راہ کھلے گی اور عربوں میں احمدیت کا نفوذ ہوگا۔

یہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے عجیب رنگ ہیں کہ اس نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔اوروہ باتیں جو اس مقررہ وقت سے پہلے مستحیلات کی طرح نظر آتی ہیں وقت آنے پر اس طرح آسان ہو جاتی ہیں جیسے ہر چیز اس کی انجام دہی کے لئے مسخر کردی گئی ہو۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک کے اب تک کے تقریباً ساڑھے سات سال کے دوران صرف عربوں میں تبلیغ کے حوالہ سے خدا تعالیٰ کی تقدیر کے موافق جو اہم کام ہوئے ان کی ایک جھلک یہاں درج کی جاتی ہے جبکہ اگلی اقساط میں اس کا تفصیلی بیان ہوگا:

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر عربی کتب کی اشاعت نئی اور دیدہ زیب کمپوزنگ کے ساتھ ہوئی۔

☆ پہلی عربی ویب سائٹ کا قیام عمل میں آیا۔

☆ خلافت جوبلی کے حوالہ سے مجلّہ التقویٰ کا ضخیم باتصویر نہایت دیدہ زیب خلافت جوبلی نمبر شائع ہوا جو تا حال جماعت کی طرف سے شائع ہونے والا عربی زبان میں ایک منفرد سوونیئر ہے۔

☆ پہلی دفعہ خلافت جوبلی والے سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں 100 کے قریب عرب احباب نے شرکت کی۔اس سے قبل کبھی اتنی تعداد میں عرب کسی مرکزی جلسہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

☆ خلافت احمدیہ کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ جہاں کہیں اور جس زبان میں بھی اسلام کے خلاف کوئی اعتراض ہوا ہے اس کے ردّ کے لئے پہلی مؤثر آواز خلافت احمدیہ کی رہی ہے۔لیکن عہد خلافت خامسہ میں عربی زبان میں اسلام کے خلاف حملوں کا جواب جہاں حضور انور نے خود بھی خطبہ جات اور خطابات میں دیا وہاں عربی زبان میں اس بارہ میں پروگرام تیار کرنے کی ہدایت بھی فرمائی ،اس طرح متعدد پروگرامز کی سیریز شروع کی گئیں، جن میں سے سب سے اہم عیسائی پادری کے اسلام دشمن حملوں کے جواب میں مصطفیٰ ثابت صاحب کے پروگرامز کی سیریز بعنوان أجوبة عن الإیمان ہے۔

☆ پہلا لائیو عربی پروگرام شروع کیا گیا۔

☆ پہلے مکمل عربی چینل MTA3 کا اجراء ہوا جس پر 24 گھنٹے عربی پروگراموں کی نشریات کا آغاز ہوا۔

☆ عیسائیت کے حملہ کے ردّ کے طور پر عیسائی عقائد اور بائبل کی تعلیمات پر بحث پر مبنی ایم ٹی اے پر لائیو عربی پروگرام الحوار المباشر شروع کیا گیا۔ابھی تک اپنی نوعیت کا یہ واحد پروگرام ہے جس میں عیسائی پادریوں کے ساتھ بحث کی گئی اور پوری دنیا کے سامنے لائیو نشریات کے ذریعہ کسر صلیب کا تاریخی کام ہوا۔

☆ پہلی دفعہ عربی زبان میں صداقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،قرآن کریم کی حقانیت اور صداقت اسلام کے دلائل پر مبنی طویل سیریز پیش کی گئیں۔اور عرب دنیا کے سعید فطرت لوگوں پر واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور قرآن کا مرتبہ اور اسلام کی درست تعلیم صرف اور صرف احمدیت ہی پیش کررہی ہے۔

☆ پہلی دفعہ عربی زبان میں اختلافی مسائل وفات مسیح، ختم نبوت وغیرہ کو لائیو نشریات میں عرب دنیا کے سامنے بیان کیا گیا اور اس بارہ میں ان کے جملہ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

☆ پہلی دفعہ عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل پر 18 لائیو پروگرامز پر مشتمل ایک سیریز پیش کی گئی۔اسی طرح تمام معترضین کے اعتراضات کے مفصل اور مدلل لائیو جوابات دیئے گئے۔

عربوں کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر اختلافی مسائل اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل پہلی دفعہ یکجائی طور پر بیان کئے گئے۔

☆ پہلے کبھی کبھی عرب دنیا سے کوئی بیعت آتی تھی لیکن اب خدا کے فضل سے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں عربوں کی طرف سے ہماری ویب سائٹ اور فون وفیکس نیز ای میل کے ذریعہ متعدد بیعتیں نہ آئی ہوں۔اب بفضلہٖ تعالیٰ متعدد ملکوں میں جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔یہ احمدی صرف عام لوگ ہی نہیں بلکہ ان میں بڑے بڑے سکالرز، انجنیئرز، ڈاکٹر، وکلاء، ادیب، لیکچررز اور دینی علماء بھی شامل ہیں۔

آج ایم ٹی اے پر صلحاء عرب اور ابدال شام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں۔

یہ فتح نمایاں اور یہ ترقیات بتا رہی ہیں کہ حضور انور کے یہ الفاظ ’’میرے عہد میں عربوں میں تبلیغ کے لئے راہ کھلے گی اور عربوں میں احمدیت کا نفوذ ہوگا‘‘ خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت تھی جس کے پورا ہونے کے ہم گواہ ہیں۔

دور خلافت خامسہ سے تعلق رکھنے والی بعض عرب احمدیوں کی رؤیا

مکرمہ فجر عطایا صاحبہ مرحوم حلمی شافعی صاحب کی نواسی اور مکرم تمیم ابودقہ صاحب آف اردن کی اہلیہ ہیں، وہ لکھتی ہیں:

مَیں نے حضور انور کے خلافت پر متمکن ہونے سے تقریباً نو ماہ قبل مورخہ 22 جولائی 2002ء کو خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت کا روز ہے اور آسمان پر اَللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ لکھا ہے۔ساتھ مَیں نے ایک پہاڑ پر ایک شخص کو دیکھا جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور لوگ اسے ’’اَلدَّاعِی‘‘ کہہ کر پکار رہے تھے۔

مَیں اس وقت حضور انور کو جانتی تک نہ تھی اس لئے پہچاننے سے قاصر رہی۔اب حضور انور کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جب حضور انور کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھی کہ یہ تو وہی شخصیت ہے جسے لوگ ’’اَلدَّاعِیْ‘‘ کہہ کر پکار رہے تھے۔

مسرور اور مبارک

مکرم عبدالقادر ناصر عودہ صاحب آف شام لکھتے ہیں:

مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے دوروز بعد خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک جگہ جمع ہیں اور انہوں نے دو اشخاص کو بطور خلیفہ منتخب کیا ہے، ایک کا نام ’’مسرور‘‘ ہے اور دوسرے کا نام ’’مبارک‘‘۔مَیں خواب میں سخت حیران وپریشان ہو جاتا ہوں کہ دو خلیفہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟ لیکن جاگنے پر جو تعبیر میرے ذہن میں آئی اس سے میری تسکین ہوگئی۔وہ تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی خلیفہ منتخب فرمائے گا اس کا عہد مسرتوں اور برکات سے معمور ہوگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے نام ’’حضرت مرزا مسرور احمد‘‘ کا اعلان ہوا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ مَیں تو اس سے قبل حضور انور کو جانتا تک نہ تھا۔

ہو بہو وہی

2002ء میں فلسطین کے ایک نو احمدی دوست مکرم امجد کمیل صاحب نے خواب میں دیکھا کہ خلیفۂ خامس کا انتخاب ہوا ہے، نیز انہوں نے خلیفۂ خامس کو بھی دیکھا۔ان کو حضور انور کی شخصیت اور شکل وصورت کی جملہ تفاصیل یاد تھیں۔انہوں نے بیان کیا کہ خلیفۂ خامس کی داڑھی چھوٹی ہے اور ان کی آنکھ کے نیچے ایک تل کا نشان بھی ہے اور انہوں نے ہلکے خاکی رنگ کے کپڑے اور ان کے اوپر اسی رنگ سے ملتا جلتا کوٹ پہنا ہوا ہے۔

یہ دوست فلسطین کے جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں ان کو ایم ٹی اے یا انٹرنیٹ کی سہولت میسر نہ تھی اس لئے لائیو انتخاب خلافت کی کارروائی نہ دیکھ سکے۔بعدازاں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ تصویر دیکھی جو حضور انور کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد کی ہے جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوٹ زیب تن کیا ہوا ہے تو بے ساختہ کہا کہ یہی وہ شخص ہے جسے مَیں نے خواب میں خلیفۂ وقت کے طور پر دیکھا تھا۔فرق صرف یہ ہے کہ خواب میں انہوں نے کیمل کلر کا کوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ تصویر میں یہ کوٹ سبزی مائل ہے۔درحقیقت انتخاب کے بعد عام بیعت لینے سے قبل حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک کوٹ زیب تن فرمایا تھا جبکہ اس سے قبل آپ نے کیمل کلر کا کوٹ ہی زیب تن فرمایا ہوا تھا۔اس لحاظ سے مکرم امجد کمیل صاحب کی خواب حرفاً حرفاً پوری ہوگئی۔

سفید پوشاک اور چشم پرنور

مکرم راکان المصری صاحب شام سے لکھتے ہیں:

مَیں بوجوہ ایم ٹی اے پر انتخاب خلافت کی کارروائی تو نہ دیکھ سکا لیکن اللہ تعالیٰ نے رات کو خواب میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی زیارت کروادی۔ آپ کا رنگ کسی قدر سانولا تھا اور آنکھیں کشادہ تھیں، آپ نے سفید رنگ کی عربی پوشاک زیب تن کی ہوئی تھی اور کسی بڑے اجتماع میں خطاب فرمارہے تھے۔ جب اگلے دن حضور انور کو ٹی وی پر دیکھا تو سخت حیرت ہوئی کہ جس شخص کو خواب میں دیکھا تھا وہی بعینہٖ حضور انور کی شخصیت تھی۔

لِقَاء مَعَ الْعَرَب میں

مکرمہ خلود محمود صاحبہ دمشق سے لکھتی ہیں کہ:

انتخاب کے بعد حضور انور کو ٹی وی سکرین پر دیکھنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں ہی حضور انور کی زیارت سے نواز دیا تھا۔مَیں نے دیکھا کہ حضور انور لِقَاء مَعَ الْعَرَب میں تشریف رکھتے ہیں اور درس دے رہے ہیں۔ایک عجیب بات جو اس وقت نظر آئی یہ تھی کہ حضور انور کے بال سرخی مائل تھے۔پھر جب حضور انور کو ٹی وی پر دیکھا تو بالوں کے سوا باقی شکل وصورت بعینہ وہی تھی جو خواب میں دیکھی تھی۔

نسل احمدؑ کا فیض

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتخاب پر ہر زبان اور ہر ملک وقوم سے تعلق رکھنے والے احمدیوں نے اپنے اپنے طریق پر محبت، اطاعت، اخلاص، اور جذبات کا اظہار کیا۔عربوں نے بھی اپنے طریق پر جذبات کا اظہار کیا۔کئی قادر الکلام شعراء نے قصائد

تحریر کئے۔ان قصائد میں سے صرف ایک بطور خاص مشتے ازخروارے کے طور پر پیش ہے۔ یہ قصیدہ بعنوان: ''یا سیدی'' مکرم اسعد موسیٰ اسعد عودہ صاحب آف کبابیر کا ہے۔

یا سیدی من ذا یجید قصیدا
وهل الحمام سيحسن التغريدا
لبس الخلافة عبقریٌّ زمانه
فسَمَتْ به دون الرجال صُرودا
سُرّت بمسرورٍ خوافق أمة
لبست له كلُّ البلاد جديدا
فاليوم عيدٌ عيد كل مزية
بانت به أو بايعتْه عميدا
من نسل أحمد، فالسماء غدت به
تهب الدنى إثر الحفيد حفيدا
أبقاک ربی شعلة ضواء ة
وأصبت دوما فی البعید بعیدا

آزاد ترجمہ:

سیدی، آپ کی مدح میں شایانِ شان قصیدہ کون لکھ سکتا ہے؟ خصوصًا میرے جیسے کبوتر کی بساط کہاں کہ مدح سرائی کا حق ادا کر سکے۔

اس زمانہ کے قابل ترین شخص نے لباسِ خلافت زیب تن کیا ہے اور خلافت نے اسے تمام اعلیٰ نسب لوگوں سے زیادہ بلند مقام پر فائز فرما دیا ہے۔

سیدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلافت پر متمکن ہونے کی خوشی سے ساری امت کے دل مسرتوں سے لبریز ہوگئے اور آپ کے لئے ہر ملک نے بھی ایک نیا لباس زیب تن کر لیا ہے۔

پس آج عید کا دن ہے بلکہ ہر اس خوبی اور فضیلت کے لئے بھی عید کا دن چڑھا ہے جو آپ کے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اور جس نے آپ کی اتباع کا عہد کر لیا ہے۔

سیدنا احمد علیہ السلام کی نسلِ مبارک سے آسمان دنیا کو نسل در نسل فیض پہنچاتا چلا جا رہا ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولا کریم آپ کو ہمیشہ روشنی کے مینار کے طور پر قائم رکھے اور آپ کو دور رس نتائج کے حامل فیصلے فرمانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مسجد بیت الفتوح اور حاسد مولوی

حضور انور نے اپنے عہد خلافت کی ابتدا میں مورخہ 3/اکتوبر 2003 کو مسجد بیت الفتوح کا افتتاح فرمایا جو بفضلہ تعالیٰ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔اس مسجد کے افتتاح کی خبریں عرب میڈیا میں بھی جلی عناوین سے شائع کی گئیں، لیکن اس اخبار نے جہاں مسجد کی تعریف وتوصیف میں بعض جملے لکھے وہاں ہمیشہ کی طرح بعض مولویوں سے مسجد کے بارہ میں رائے لی، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی مولوی کو جماعت کے بارہ میں بولنے کا موقعہ ملے اور اس کے منہ سے کوئی اچھی بات نکل جائے، لہذا اس بار بھی انہوں نے اپنے حسد اور دشمنی کو مکروہ ترین لفظوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ان میں سے ایک اخبار ''الشرق الأوسط'' نے اپنی 7/اکتوبر 2003 میں یہ عنوان باندھا:

''یورپ کی سب سے بڑی مسجد میں مسلمانوں کا داخلہ منع ہے''۔

اس کے بعد لکھا کہ: بنیاد پرست مسلمان کہتے ہیں کہ یہ لندن میں مسجد ضرار ہے، جبکہ معتدل مزاج مسلمان اسے مسجد نہیں بلکہ محض عبادتگاہ کا نام دیتے ہیں۔ احمدیت برطانیہ میں سب سے زیادہ پھیلنے والا فرقہ ہے جس کے تین ٹی وی چینل اور تین ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں۔

باوجود اس کے کہ یورپ کی اس سب سے بڑی مسجد میں تقریباً دس ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کو نہ تو اس کے کسی حال میں داخل ہونے کی اجازت ہے نہ ہی اس کے قریب جانے کی، کیونکہ یہ احمدیہ فرقہ کی مسجد ہے............اس کے بعد مختلف مولویوں سے مسجد کے بارہ میں رائے لی گئی ہے جس کا خلاصہ شروع میں آچکا ہے۔علاوہ ازیں مسجد کی خوبصورتی اور اس کے اور جماعت کے بارہ میں غلط وصحیح معلومات بھی اس آرٹیکل میں فراہم کی گئی ہیں۔

بہر حال یہ خبر ایک عرب ملک میں بسنے والے احمدی نے پڑھی تو حضور انور کی خدمت میں ارسال کردی۔حضور انور نے اس کے بارہ میں مومن صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اس خبر کی ہر غلط بات کا جواب تیار کریں اور پھر اخبار کے ایڈیٹر کو لکھیں کہ اگر تم واقعی سچی صحافت پر یقین رکھتے ہو تو میرا یہ جواب بھی شائع کرو۔علاوہ ازیں مل بیٹھ کر اس پر پروگرام بھی بنائیں اور غلط الزامات کا جواب دیں۔نیز فلسطین وغیرہ سے بھی خط لکھوائیں۔

چنانچہ مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے اس اخبار کو مختصر سا خط لکھا جسے اخبار نے شائع کر دیا۔دوسری طرف مکرم عبد المومن طاہر صاحب نے حضور انور کی راہنمائی میں بڑی محنت سے جملہ اعتراضات اور شبہات کا مفصل جواب تیار کر کے اخبار کے ایڈیٹر کو مؤرخہ 10 نومبر 2003ء کو روانہ کر دیا لیکن اخبار نے اس کو شائع نہ کیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس مضمون کو رسالہ ''التَّقوٰی'' کے صفحات پر شائع کر دیا گیا۔

اس طرح عربوں کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے فورًا جواب دینے اور شر پسند مفتری معترضین کا فوری طور پر پیچھا کرنے کے ایک نئے مرحلہ کا آغاز ہوا۔

نعت رسول ﷺ

مری سانس چلتی جائے یونہی نامِ مصطفٰےؐ سے
مجھے نسبتِ جنوں ہو سدا سیّدالوریٰؐ سے
مرا عشق نامکمل مری کاہشیں ادھوری
مرا دل تڑپ رہا ہے اسی رنجِ بے نوا سے
وہیؐ کشتِ لَنْ تَرَانِی وہیؐ زندگی کا پانی
وہیؐ ابر ہے جو اٹھا کسی چشمۂ بقا سے
وہیؐ موسمِ ازل تھا وہیؐ ہے گُلِ ابد بھی
سرِ کائنات خوشبو چلی اُسؐ کے نقش پا سے
اُنہی گل فشاں لبوں کے سبھی گیت دل رُبا ہیں
کوئی سُر اگر ہے قائم تو ہے مُطربِ حراؐ سے
سرِ دشت عشق بھی ہے وہیؐ اک مہِ تمنّا
وہیؐ دل کے آسماں پر شبِ غم کی ابتدا سے
کسی ساعتِ طلب میں جمیل ایسے روح پگھلے
مجھے مانگنا ہو کچھ تو اُسےؐ مانگ لوں خدا سے

(جمیل الرحمن۔ لندن)

ایک ٹیم بنانے کا ارشاد

ایسے مسائل سے نمٹنے کے لئے حضور انور نے 2/دسمبر 2003ء کو فرمایا کہ عرب ممالک سے پچاس ساٹھ آدمیوں کی ایک ٹیم بنائیں تاکہ جب بھی ایسا مسئلہ پیدا ہو تو یہ لوگ مختلف علاقوں سے خطوط لکھیں اور اعتراضات کا جواب دیں۔ بعد میں اس تعداد کو بڑھاتے رہیں۔

چنانچہ آج کسی بھی عرب اخبار میں جماعت کے خلاف کچھ چھپتا ہے تو بفضلہ تعالیٰ اس کا پورا، تسلی بخش، اور حقائق پر مبنی مدلل جواب دیا جاتا ہے۔ٹی وی پروگرام کئے جاتے ہیں اور لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔قبل ازیں عربوں میں جماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم یکطرفہ تھی اور جماعت کی طرف سے مؤثر طریق پر اور فوری طور پر وضاحت اور جواب اگرچہ دیا جاتا تھا لیکن اسکو شائع نہیں کیا جاتا تھا یوں جماعت کے خلاف عامۃ الناس میں غلط فہمیاں پھیلتی چلی جارہی تھیں، لیکن آج ایسے جوابات ہماری اپنی ویب سائٹ پر دے دیئے جاتے ہیں، نیز مختلف پروگراموں میں اس کو بار بار نشر کر دیا جاتا ہے، اور احمدی احباب انٹرنیٹ پر اس کو اس قدر پھیلا دیتے ہیں کہ ہر حملہ آور معترض دفاعی موقف اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔اور آئندہ ایسی جرأت کرنے سے پہلے اسے کافی سوچنا پڑتا ہے۔

یہ سب خلافت کی برکت ہے اور حضور انور کی راہنمائی میں قدم بڑھانے کا نتیجہ ہے۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام
از صفحہ نمبر 2

آئی اور اس کو ٹھیک کرنے کے لئے فلائٹ لیٹ ہوگئی اور ڈاکٹر موصوف جہاز تک پہنچ گئے۔

موصوف نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ یہ شفا صرف حضور انور کی دعا کے نتیجہ میں ہوئی ہے۔ بعد ازاں موصوف نے بتایا کہ انہوں نے حضور انور کا خط ساؤتھ افریقہ اپنی بیوی کو بھجوایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اسے ہمیشہ اپنے تکیہ کے نیچے رکھا کرو۔اس وقت موصوف کی بیوی قریباً ایک سال بیمار رہنے کے بعد مکمل صحت یاب ہوکر واپس آگئی ہے۔

......مکرم شریفی عبدالمومن صاحب الجزائر سے لکھتے ہیں کہ:

چھ ماہ قبل جماعت سے تعارف حاصل ہوا اور میری تسلی ہوگئی اور مَیں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر دی لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھے دو خوابیں دکھائیں۔پہلی میں حضور انور کے چہرہ مبارک پر ایسا نور دیکھا جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری خواب میں دیکھا کہ مَیں رو رہا ہوں اور حضور کو واسطہ دے کر کہہ رہا ہوں کہ کیا کرنا چاہئے جس پر آپ مجھے دو بیعت فارم پکڑاتے ہیں۔مَیں نے بیدار ہونے کے بعد انٹرنیٹ کھولا اور وہی بیعت فارم مجھے مل گئے جو مَیں نے خواب میں دیکھے تھے۔چنانچہ مَیں نے فوراً بیعت کر لی۔ اس وقت سے مَیں اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی محسوس کرتا ہوں اور شرائط بیعت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔الحمدللہ رب العالمین

(باقی آئندہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

بعض برائیاں غیر محسوس طریق پر انسان کو اپنے دامن میں گرفتار کر لیتی ہیں۔
ان میں سے ایک شرک بھی ہے۔ بعض ظاہری شرک نہ سہی شرک خفی میں مبتلا ہیں۔

ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی حالتوں میں اور اپنے عملوں میں تبدیلی پیدا کریں۔
اپنی عبادتوں کو ایسا بنائیں کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہماری عبادتوں میں بھی نظر آنے لگے۔

چلّوں اور ورد وظائف پر زور دینا اور اصل فرائض کو چھوڑ دینا، سنت کو چھوڑ دینا یہ غلط طریق کار ہے۔
معاشرے میں ان بدعات سے بچنے کے لئے جہاد کے رنگ میں کوشش کرنی چاہئے۔

ہر وہ کام چاہے وہ Fun ہی سمجھا جائے جس کی بنیاد شرک یا کسی بھی قسم کے نقصان کی صورت میں ہو اس سے احمدیوں کو بچنا چاہئے۔

عیسائیت میں یا مغربی ممالک میں رائج ہالووین (Halloween) کی رسم کی جڑیں مشرکانہ عقائد میں پیوستہ ہیں اور اس کے بہت سے مضرات ہیں۔
احمدی مسلمانوں کو خصوصیت سے اس بد رسم سے بچنے کی تاکیدی نصیحت۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 29/ اکتوبر 2010ء بمطابق 29/ اخاء 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ وَ مَنْ يُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۔ (سورة النساء: 49)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے۔ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ افتراء کیا ہے۔

جوں جوں انسان ایجادات کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہو رہا ہے۔ ایک مُلک کی ایجاد سے دوسرے مُلک کے باشندے جو ہزاروں میل دُور رہتے ہیں وہ بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپس کے رابطوں نے جہاں ترقی کے راستے کھولے ہیں وہاں ایک دوسرے کی برائیاں بھی تیزی سے اپنائی جا رہی ہیں۔ برائیوں میں یا لہو ولعب میں کیونکہ جاذبیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی طرف زیادہ کھینچتی ہیں انسان انہیں اپنانے میں بڑی تیزی اور شدت دکھاتا ہے۔ یعنی اختیار کرنے میں جلدی بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ جوش بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ بھول جاتا ہے کہ وہ کون ہے؟ کن روایات کا حامل ہے؟ کس معاشرے میں اس کی اٹھان ہوئی ہے؟ کس مذہب سے اس کا تعلق ہے؟ خدا تعالیٰ کو کیا پسند ہے اور کیا نہیں پسند؟ اگر مسلمان ہے تو خدا تعالیٰ نے اس کا مقصدِ پیدائش کیا بتایا ہے؟ غرض کہ بہت سی غلط باتیں ہیں جو دنیاداری میں پڑنے اور ماڈرن بننے کے شوق میں ایک اچھے بھلے مذہبی رجحان رکھنے والے سے بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض احمدی بھی بعض باتیں معمولی سمجھ کر ان کو کرنے لگ جاتے ہیں جس کے انتہائی بد نتائج نکل سکتے ہیں۔

ان برائیوں میں سے جو غیر محسوس طریقے سے انسان کو اپنے دام میں گرفتار کر لیتی ہیں ایک شرک ہے اور وہ ایسی برائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف برائی ہی نہیں بلکہ بہت بڑا ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ جیسا کہ ہم نے، یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی، اس میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے مقابل پر کسی بھی قسم کا چاہے وہ معمولی سا بھی اظہار ہے جس سے خدا تعالیٰ کی توحید پر حرف آتا ہو، اللہ تعالیٰ کو قابلِ قبول نہیں ہے۔ پس ایک مسلمان جو توحید پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتا ہے، اسے توحید کی باریکی کو سمجھتے ہوئے، شرک کی باریکی کو سمجھتے ہوئے اس ترقی یافتہ دنیا میں جہاں خدا تعالیٰ کی توحید کا ذرّہ برابر خیال نہیں رکھا جاتا، بڑا بچ بچ کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر ہم احمدی مسلمانوں کو تو یہ ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہم نے تو زمانے کے امام کی بیعت ہی اس شرط پر کی ہے، اور اس شرط کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلی شرط کے طور پر رکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو، شرک سے مجتنب رہے گا''۔

پس یہ احمدیت میں داخل ہونے کے لئے، حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے لئے پہلا عہد ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلمان تو پہلے ہی کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتے ہیں۔ گو وہ یہ کلمہ پڑھتے ہیں لیکن احمدیت نے جہاں مسلمانوں کو حقیقی اسلام کی طرف لانا ہے وہاں غیر مسلموں کو، دوسرے مذاہب والوں کو بھی، لامذہبوں کو بھی حقیقی اسلام کی طرف لے کر آنا ہے۔ اس لئے شرک کی جو شرط ہے وہ پہلی شرط ہے کہ شرک کبھی نہیں کرے گا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا کلمہ جو ایک مسلمان پڑھتا ہے، گو بڑی شدت سے اور بڑے زور سے شرک کی نفی کرتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باوجود مسلمانوں میں اس شرک کا جو شرک خفی کہلاتا ہے، اتنا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ کہنے کو تو یہ بڑی آسان بات ہے کہ مسلمانوں میں سے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ کوئی بڑی شرط نہیں ہے۔ لیکن اگر غور کریں تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں جو ظاہری شرک نہ سہی لیکن شرکِ خفی میں مبتلا ہیں۔ قبروں کی پوجا اگر ایک طبقہ ماتھا ٹیک کر کرتا ہے، قبروں پر جا کر سجدے کرتے ہیں تو دوسرا جو اگرچہ سجدہ تو نہیں کرتا لیکن چڑھاوے چڑھا کر دل میں خفی شرک لئے ہوئے ہوتا ہے۔ تیسرا اگر قبروں پر دعا کر رہا ہے تو دعا کرتے ہوئے بجائے خدا کے اس پیر فقیر سے جس کی قبر پر وہ دعا مانگ رہا ہوتا ہے، اُس سے مانگ رہا ہوتا ہے۔ اور ایسے تو کئی واقعات ہیں کہ عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ سے مانگا کہ ہمیں بیٹا دے تو بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ لیکن جب داتا دربار میں جا کر داتا صاحب سے مانگا تو بیٹا پیدا ہو گیا۔ اور عورتیں کیونکہ اکثر ایمان میں بھی کمزور ہوتی ہیں اور عموماً مسلمانوں میں نمازوں اور عبادتوں کی طرف بھی رجحان نہیں رہا اس لئے عورتیں خاص طور پر اور مرد بھی عموماً ایسے واقعات ہونے پر خدا تعالیٰ پر ایمان میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ بعض دفعہ (ایمان) بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت داتا گنج بخش یا اور کسی پیر فقیر پر ان لوگوں کا خدا سے بڑھ کر ایمان پیدا ہو جاتا ہے۔ عورتیں اور مرد تقریباً یکساں اس میں شامل ہیں۔ پانچ نمازیں تو ہر ایک کو ایک بوجھ لگتی ہیں۔ اور آسان راستہ ان کے لئے یہی ہے کہ قبروں پر دعائیں کرنے اور منتیں مانگنے سے اپنے مسائل حل کروا لیں۔ اور کیونکہ یہ سلسلہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں چل رہا ہے اس لئے خدا تعالیٰ پر ایمان آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔

پچھلے دنوں میں ایک ہندو کی ایک نظم نظر سے گزری۔ اس کو مسلمانوں میں انہی بدعات کو دیکھتے ہوئے یہ جرأت پیدا ہوئی کہ اس نے ایک نظم لکھ دی کہ ہم ہندو جو ہیں دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں تو مسلمان بھی قبروں پر جاتے ہیں اور پیروں فقیروں کو سجدے کرتے ہیں، ان کے پجاری ہیں۔ اس نے تو نعوذ باللہ یہاں تک کہہ دیا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنا دیتے ہو۔ جو بہرحال ایک الزام ہے اور ایک حقیقی مومن پر انتہائی مکروہ الزام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ تو کوئی توحید کا علم بردار تھا، نہ ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ تو توحید کی تعلیم دینے والا کوئی تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر توحید کا فہم و ادراک حاصل کرتے ہوئے اپنے آپ پر اس توحید کو لاگو کرنے والا کوئی تھا، نہ ہو سکتا ہے۔ توحید کی حقیقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر فوقیت دینے والا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون اللہ تعالیٰ کو فوقیت دینے اور آپ کو حاصل کرنے میں بے چین ہو سکتا تھا۔ ان کی نبوت کے زمانہ سے پہلے کی تاریخ یہ گواہی دیتی ہے کہ گھنٹوں اور دنوں علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی ایک دعا ہے۔ یہ دعا ہی خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے دلی خواہش اور بے چینی کا پتہ دیتی ہے۔ آپ اپنے مولیٰ کے حضور بڑے بے چین ہو کر یہ عرض کرتے ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ۔ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ وَمَا ذَوَیْتَ عَنِّی مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ۔

کہ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ دے۔ اے اللہ! جو میری پسندیدہ چیزیں ہیں مجھے عطا کر۔ انہیں میرے لئے تقویت کا ذریعہ بنا دے، اپنی محبت میں بڑھنے کا ذریعہ بنا دے، ایمان میں ترقی کا ذریعہ بنا دے۔ اور جو میری پیاری چیزیں مجھ سے علیحدہ کرے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا کر۔

پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی محبت مانگتے ہیں تو اُس چیز کی جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور دنیا کی ہر پسندیدہ چیز کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا اور عرض کے ساتھ مانگتے ہیں کہ یہ مجھے دین میں بھی بڑھائے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں بھی بڑھائے۔ پس بعض لوگ جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم پیروں فقیروں کی قبروں پر اس لئے جاتے ہیں کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے پیارے تھے، اس کے بارہ میں بھی قرآن شریف میں آیا ہوا ہے، ان لوگوں کو تم استعمال کرتے ہو۔ بعض جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں ان کے بھی یہی بہانے ہوتے ہیں کہ یہ ہم اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔ یہ بالکل غلط نظریات ہیں۔ یہ دعا اگر وہ پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر کرتے ہیں، اگر وہ شرک سے پاک ہیں، اگر وہ حقیقت میں نیک تھے تو ان پیروں فقیروں کی زندگی پر غور کرتے ہوئے دعا کرنے والے کو یہ دعائیں خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنانے والی ہونی چاہئیں۔ نہ یہ کہ وہ انہیں خدا تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا کر کے یہ کہنے لگ جائیں کہ اس فقیر نے ہمیں اولاد دی تھی۔ اور اس وجہ سے پھر غیر مسلموں کو بھی اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع ملے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کرنے کا موقع ملے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی تربیت کا اس قدر خیال تھا، قیامِ توحید کا اس قدر خیال فرماتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ معمولی ریاء بھی شرک ہے۔ عبادت میں بھی اگر تم ریاء کرتے ہو، نمازیں پڑھتے ہوئے بھی ریاء کرتے ہو تو یہ بھی شرک ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ شرک سے بچو۔ شرک تم میں چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ یعنی چیونٹی کے پاؤں سے زمین پر جو نشان پڑ جاتے ہیں، اس سے بھی زیادہ باریک ہے۔ صحابہ نے اس پر عرض کیا کہ کس طرح بچیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھ کر کہا کہ یہ دعا پڑھا کرو کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُ۔ کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ جانتے بوجھتے ہوئے شریک ٹھہرائیں۔ اور لاعلمی میں ایسا کرنے سے ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ (مسند احمد بن حنبلؒ، مسند ابوموسیٰ الاشعریؓ جلد 6 صفحہ 614-615۔ حدیث نمبر 19835۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ۔ بیروت۔ ایڈیشن 1998ء)

پس آپ نے تو ایک مسلمان کو شرک سے بچنے کی ہمیشہ تلقین فرمائی ہے اور اس کے لئے یہی کہا اور ہمیشہ کہا کہ مَیں تو انسان ہوں۔ ایک عاجز انسان ہوں۔ کوئی آپؐ سے خوفزدہ ہو رہا ہے تو آپؐ فرماتے ہیں کہ مَیں تو ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خدا تعالیٰ نے بھی آپؐ سے یہی اعلان کروایا کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (الکہف:111) کہ مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ اس لئے یہ بات تو بہرحال اس ہندو نے غلط لکھی کہ تم نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا بنا لیا۔ اگر ہم نے اپنے دیوی دیوتاؤں کو خدا بنایا ہوا ہے۔ یا کرشن وغیرہ کو انہوں نے خدا کا بڑا مقام دیا ہے تو کیا ہوا۔ لیکن یہ بات اس کی صحیح ہے کہ قبروں کو تم نے خدا کا مقام دے دیا ہے۔

پس مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ توحید کے علمبرداروں پر شرک کا الزام لگ رہا ہے۔ اس الزام کو عام مسلمان تو دور نہیں کر سکتے لیکن ایک احمدی مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ اپنی حالتوں میں اور اپنے عملوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ اپنی عبادتوں کو ایسا بنائیں کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہماری عبادتوں میں نظر آنے لگے، ہمارے عملوں میں بھی نظر آنے لگے۔ دنیا کو بتائیں کہ قیامِ توحید کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی اب یہ قیامِ توحید ہو سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کی بھی کیونکہ حالت بگڑ گئی ہے اس لئے اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق ہیں، کی جماعت میں ہی شامل ہو کر توحید کے قیام کا حقیقی رنگ میں حق ادا ہو سکتا ہے۔ پس جب یہ احمدی کی ذمہ داری ہے اور شرائطِ بیعت کی پہلی شرط بھی یہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی ہے کہ اپنے آقا کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے توحید کے قیام کی کوشش کریں تو پھر ہمیں کس قدر احتیاط سے ہر قسم کے باریک شرک سے بھی بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے رسالہ الوصیت میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے''۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

پس یہ ایک احمدی کے فرائض میں داخل ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس منشاء کو سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سمجھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو سمجھنے والے ہوں۔ زمانے کے امام کا معین و مددگار بنیں۔ اپنے ہر قول و فعل سے توحید کے قیام کی کوشش کریں۔ صرف مسلمانوں کو نہیں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی توحید کے پیغام کے ذریعہ دینِ واحد پر جمع کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ تمہاری باتوں میں نرمی بھی ہو اور اخلاق کا عمدہ مظاہرہ بھی ہو۔ خود لوگ تمہارے اخلاق دیکھیں اور توجہ کریں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں پر زور دو۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بعض بدعات جب رائج ہو جائیں تو اصل تعلیم سے دور لے جاتی ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اصل تعلیم انسان بھول جاتا ہے اور یہ بدعات پھر بعض دفعہ، بعض دفعہ کیا اکثر دین کو بگاڑتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر کھڑا کر دیتی ہیں۔ تمام سابقہ دین اپنی اصلی حالت کو اس لئے کھو بیٹھے کہ ان میں نئی نئی بدعات زمانے کے ساتھ ساتھ راہ پاتی گئیں اور پھر ان کو دور کرنے کے لئے کوئی نہ آیا اور آنا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اسلام نے ہی تاقیامت اپنی اصل حالت میں قائم رہنا تھا۔ اور جس نے آنا تھا وہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے تمام قسم کی بدعات کو اور دین میں جو غلط رسم و رواج راہ پا گئے تھے ان کو حقیقی تعلیم کے ذریعہ سے دور فرمانا تھا۔ گو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ یہ بدعات بھی بعض مسلمانوں میں غلط طور پر راہ پا گئی ہیں اور بعض بدعات ایسی ہیں اور غلط طرزِ عمل ایسے ہیں جن کی وجہ سے شرک بھی داخل ہو گیا ہے۔ نہ صرف مخفی شرک بلکہ ظاہری شرک بھی بعض جگہ ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس زمانہ کے امام کو بھیج کر اس شرک اور بدعت سے اسلام کو محفوظ کرنے کے سامان بہم پہنچا دیئے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ محفوظ رہے گا۔ یہی بدعات جو اسلام میں راہ پا گئی ہیں، مسلمانوں میں راہ پا گئی ہیں اور جو غلط طریقے جو ہیں ان کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تھا۔ آج کل فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلّے اور وِرد، وظائف جو انہوں نے رائج کر لئے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔ اصل طریقِ اسلام قرآنِ مجید کو تدبر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا، اور دعائیں توجہ اور انابتِ الی اللہ سے کرتے رہنا۔ بس نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے''۔ (یعنی نماز ہے تو سب کچھ ہے)۔

پس عام بدعات تو ایک طرف، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بعض وظائف وغیرہ کرنے اور ان وظائف پر زور دینے والوں کے عمل کو بھی بدعات کرنے والا قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے اصل چیز جو ہے وہ بھول جاتے ہیں۔ نماز جو اصل عبادت ہے وہ بھول جاتی ہے۔ وہ نماز بھول جاتے ہیں اور وِرد و وظائف پر زور شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی شیطانی عملوں میں سے ایک عمل بن جاتا ہے۔

ایک بزرگ کا قصہ آتا ہے کہ ان کی ہمشیرہ جو بہت نیک تھیں، نمازیں پڑھنے والی، تہجد گزار،

دوسرے نوافل پر زور دینے والی۔انہوں نے بعض مجلسوں میں جا کر یا لوگوں سے متأثر ہو کر ورد اور ذکر اور وظائف کی طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔اس طرف زیادہ مائل ہو گئیں۔اور پھر آہستہ آہستہ جو دن کے نوافل تھے وہ چھوڑ دیئے۔ان بزرگ کو شک پڑا تو انہوں نے پوچھا۔انہوں نے کہا کہ جی میں زیادہ اب وِرد اور وظائف کر لیتی ہوں۔انہوں نے سمجھایا کہ یہ غلط طریق ہے۔لیکن بہر حال نہیں سمجھیں۔انہوں نے کہا کہ میں ٹھیک کرتی ہوں۔آہستہ آہستہ تہجد کی نماز پڑھنی بھی چھوڑ دی۔اس کی جگہ بھی ذکر شروع ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو جو ذکر تم کر رہی ہو تمہیں شیطان ورغلا رہا ہے۔اس لئے بچو۔یہ کوئی خدا کا حکم نہیں ہے۔اگر تم نے اس سے بچنا ہے تو تم لَاحَوْل پڑھا کرو، بچ جاؤ گی۔کچھ عرصے بعد اس بزرگ خاتون نے دیکھا کہ فرض نمازوں کی طرف بھی میری بے رغبتی ہو رہی ہے تو پھر خود ان کو احساس پیدا ہوا۔پھر انہوں نے شیطان سے بچنے کے لئے لَاحَوْل پڑھنا شروع کیا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور وہ انہماک پیدا ہوا۔پھر تہجد کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔پھر نوافل کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔تو بعض دفعہ انسان کو بعض باتوں کا پوری طرح علم نہیں ہوتا۔وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں بعض نیکیاں میں کر رہا ہوں ان کو کرنے کا بڑا فائدہ ہے۔اور ذکر کرنے سے یا وِرد وظائف کرنے سے بڑا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔گو یہ بڑی اچھی بات ہے، ذکر کرنا چاہئے۔ذکرِ الٰہی سے زبان تر رکھنی چاہئے۔لیکن جو اللہ تعالیٰ نے فرائض بتائے ہیں وہ پورے کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے نوافل اور تہجد کی جو سنت قائم فرمائی اس کو کر کے ساتھ یہ چیزیں ہوں تب ٹھیک ہے۔لیکن صرف ایک چیز پر زور دینا اور اصل فرائض کو چھوڑ دینا، سنت کو چھوڑ دینا، یہ غلط طریق کار ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ ہُو کی مجلسیں، ذکر اذکار کی مجلسیں بے شک بڑی پاکیزہ مجلسیں ہیں لیکن یہ جب ایک حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں تو پھر شیطان کی طرف لے جاتی ہیں۔پس اصل نیکی وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جو توحید کے قیام کے لئے اہم ہے۔پس بظاہر نیکی کرنے کی طرف توجہ دلانے والی باتیں جب بعض اوقات بدعات بن جاتی ہیں تو دوسری بدعات تو بہت زیادہ اثر ڈالتی ہیں۔عام بدعات جو معاشرے پر اثر ڈالتی ہیں وہ تو ڈالتی ہی ہیں۔لیکن یہ بظاہر نیکی کی طرف لے جانے والی جو بدعات ہیں یہ بھی انسان کو اصل فرائض سے محروم کر دیتی ہیں۔اس لئے ایک احمدی کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔اپنے فرائض، نوافل، تہجد ضروری چیزیں ہیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے اور جن کی سنت ہمارے سامنے پیش فرمائی۔اور پھر دعائیں اور ذکر اذکار ہیں۔تب ایک انسان حقیقی مومن بننے کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔اس معاشرے میں ان بدعات سے بچنے کے لئے ایک احمدی کو جہاد کے رنگ میں کوشش کرنی چاہئے۔

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ جدید ترقیات نے بعض برائیوں کو بھی پھیلانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔اور بغیر سوچے سمجھے بعض لوگ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی ان باتوں میں ڈال دیتے ہیں جن کا علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی روح کیا ہے؟ بس دیکھا دیکھی معاشرے کے پیچھے چل کر وہ کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔اگر اُس دعا کی طرف توجہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے کہ بعض باتیں جو لاعلمی میں ہو جاتی ہیں ان کے کرنے پر بھی اے اللہ ہمیں تیری بخشش چاہئے تو جب دعا نیک نیتی سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے تو پھر آئندہ انسان بعض برائیوں سے محفوظ بھی ہو جاتا ہے۔

بہر حال اس برائی کا آج کل مغرب میں ان دنوں میں بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے اور آئندہ چند دنوں میں منائی جانے والی ہے، اُس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔یہ halloween کی ایک رسم ہے۔جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ احمدی بھی بغیر سوچے سمجھے اپنے بچوں کو اس میں شامل ہونے کی اجازت دے دیتے ہیں، حالانکہ اگر اس کو گہرائی میں جا کر دیکھیں تو یہ عیسائیت میں آئی ہوئی ایک ایسی بدعت ہے جو شرک کے قریب کر دیتی ہے۔چڑیلیں اور جن اور شیطانی عمل، ان کو تو بائبل نے بھی روکا ہوا ہے۔لیکن عیسائیت میں یہ راہ پاگئی ہیں کیونکہ عمل نہیں رہا۔عموماً اُس کو fun سمجھا جاتا ہے کہ بس جی بچوں کا شوق ہے پورا کر لیا۔تو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر وہ کام چاہے وہ fun ہی سمجھا جائے جس کی بنیاد شرک یا کسی بھی قسم کے نقصان کی صورت میں ہو اس سے احمدیوں کو بچنا چاہئے۔ مجھے اس بات پر توجہ پیدا ہوئی جب ہماری ریسرچ ٹیم کی ایک انچارج نے بتایا کہ ان کی بیٹی نے ان سے کہا کہ halloween پر وہ اور تو کچھ نہیں کرے گی لیکن اتنی اجازت دے دیں کہ وہ لباس وغیرہ پہن کر، خاص costume پہن کے ذرا پھر لے۔ چھوٹی بچی ہے۔انہوں نے اسے منع کر دیا۔اور پھر جب ریسرچ کی اور اس کے بارہ میں مزید تحقیق کی تو بعض عجیب قسم کے حقائق سامنے آئے۔تو میں نے انہیں کہا کہ مجھے بھی کچھ (حوالے) دے دیں۔چنانچہ جو میں نے دیکھے۔اس کا خلاصہ میں بیان کرتا ہوں۔کیونکہ اکثر بچے بچیاں مجھے سوال کرتے رہتے ہیں۔ خطوط میں پوچھتے رہتے ہیں کہ halloween میں شامل ہونے کا کیا نقصان ہے؟ ہمارے ماں باپ ہمیں شامل نہیں ہونے دیتے۔جبکہ بعض دوسرے احمدی خاندانوں کے بچے اپنے والدین کی اجازت سے اس میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں۔تو بہر حال ان کو جو کچھ میرے علم میں تھا اس کے مطابق میں جواب تو یہی دیتا رہتا تھا کہ یہ ایک غلط اور مکروہ قسم کا کام ہے اور میں انہیں روک دیتا تھا۔لیکن اب جو اس کی تاریخ سامنے آئی ہے تو ضروری ہے کہ احمدی بچے اس سے بچیں۔

عیسائیت میں یا کہہ لیں مغرب میں، یہ رسم یا یہ بدعت ایک آئرش اِزم کی وجہ سے آئی ہے۔ پرانے زمانے کے جو pagan تھے ان میں پرانی بدمذہبی کے زمانے کی رائج ہے۔اس کی بنیاد شیطانی اور چڑیلوں کے نظریات پر ہے۔اور مذہب اور گھروں کے تقدس کو یہ سارا نظریہ جو ہے یہ پامال کرتا ہے۔ چاہے جتنا بھی کہیں کہ یہ Fun ہے لیکن بنیاد اس کی غلط ہے۔اور صرف یہی نہیں بلکہ اس میں شرک بھی شامل ہے۔کیونکہ اس کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ زندوں اور مردوں کے درمیان جو حدود ہیں وہ 31/اکتوبر کو ختم ہو جاتی ہیں۔اور مردے زندوں کے لئے اس دن باہر نکل کے خطرناک ہو جاتے ہیں۔اور زندوں کے لئے مسائل کھڑے کر دیتے ہیں۔بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور اسی طرح کی اوٹ پٹانگ باتیں مشہور ہیں۔اور پھر اس سے بچنے کے لئے جو ان کے نام نہاد جادوگر ہوتے ہیں ان جادوگروں کو بلایا جاتا ہے جو جانوروں اور فصلوں کی ان سے لے کر ایک خاص طریقے سے قربانی کرتے ہیں۔bonfire بھی اسی نظریہ میں شامل ہے تا کہ ان مُردہ روحوں کو ان حرکتوں سے باز رکھا جائے۔ان مُردوں کو خوفزدہ کر کے یا بعض قربانیاں دے کر ان کو خوش کر کے باز رکھا جائے۔اور پھر یہ ہے کہ پھر اگر ڈرانا ہے تو اس کے لئے costume اور خاص قسم کے لباس وغیرہ بنائے گئے ہیں، ماسک وغیرہ پہنے جاتے ہیں۔بہر حال بعد میں جیسا کہ میں نے کہا، جب عیسائیت پھیلی تو انہوں نے بھی اس رسم کو اپنا لیا۔اور یہ بھی ان کے تہوار کے طور پر اس میں شامل کر لی گئی۔کیتھولکس خاص طور پر (یہ رسم) زیادہ کرتے ہیں۔

اب یہ رسم عیسائیت کی وجہ سے اور پھر میڈیا کی وجہ سے، آپس کے تعلقات کی وجہ سے تقریباً تمام دنیا میں خاص طور پر مغرب میں، امریکہ میں، کینیڈا میں، یہاں UK میں، جاپان میں، نیوزی لینڈ میں، آسٹریلیا وغیرہ میں، یورپ کے بعض ملکوں میں پھیل چکی ہے۔اور جیسا کہ میں نے کہا یہ چھپی ہوئی برائی ہے۔ جسے مغرب میں رہنے والے مسلمان بھی اختیار کر رہے ہیں۔بچے مختلف لباس پہن کر گھر گھر جاتے ہیں۔گھر والوں سے کچھ وصول کیا جاتا ہے تا کہ روحوں کو سکون پہنچایا جائے۔گھر والے اگر ان مختلف قسم کے لباس پہنے ہوئے بچوں کو کچھ دے دیں تو مطلب یہ ہے کہ اب مردے اس گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔یہ ایک شرک ہے۔بے شک آپ یہی کہیں کہ fun ہے، ایک تفریح ہے لیکن جو پیچھے نظریات ہیں وہ مشرکانہ ہیں۔اور پھر یہ کہ ویسے بھی یہ ایک احمدی بچے کے وقار کے خلاف بات ہے کہ عجیب و غریب قسم کا حلیہ بنایا جائے اور پھر گھروں میں فقیروں کی طرح مانگتے پھریں۔چاہے وہ یہی کہیں کہ ہم مانگنے جا رہے تھے یا چاکلیٹ لینے جا رہے تھے لیکن یہ مانگنا بھی غلط ہے۔احمدی کا ایک وقار ہونا چاہئے اور اس وقار کو ہمیں بچپن سے ہی ذہنوں میں قائم کرنا چاہئے۔ اور پھر یہ چیزیں جو ہیں مذہب سے بھی دور لے جاتی ہیں۔بہر حال جب یہ منایا جاتا ہے تو پیغام اس میں یہ ہے کہ چڑیلوں کا وجود، بدروحوں کا وجود، شیطان کی پوجا، مافوق الفطرت چیزوں پر عارضی طور پر جو یقین ہے وہ fun کے لئے کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔یہ انتہائی غلط نظریہ ہے۔پس یہ سب شیطانی چیزیں ہیں۔اس سے ہمارے بچوں کو نہ صرف پرہیز کرنا چاہئے بلکہ سختی سے بچنا چاہئے۔ماضی قریب تک دیہاتوں کے رہنے والے جو لوگ تھے وہ بچوں کو جو اس طرح ان کے دروازے پر مانگنے جایا کرتے تھے اس خیال سے بھی کچھ دے دیتے تھے کہ مُردہ روحیں ہمیں نقصان نہ پہنچائیں۔

بہر حال چونکہ بچے اور ان کے بعض بڑے بھی بچوں کی طرف سے پوچھتے رہتے ہیں۔اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ یہ ایک بد رسم ہے اور ایسی رسم ہے جو شرک کی طرف لے جانے والی ہے۔پھر اس کی وجہ سے بچوں میں fun کے نام پر، تفریح کے نام پر غلط حرکتیں کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ماں باپ ہمسایوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ماں باپ سے بھی اور ہمسایوں سے بھی اور اپنے ماحول سے بھی، اپنے بڑوں سے بھی بد اخلاقی سے پیش آنے کا رجحان بھی اس وجہ سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔یہ بھی ایک سروے ہے۔حتیٰ کہ دوسرے جرائم بھی اس لئے بڑھ رہے ہیں۔اس قسم کی حرکتوں سے ان میں جرأت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔مغرب میں ہر برائی کو بچوں کے حقوق اور fun کے نام پر تحفظات مل جاتے ہیں، اجازت مل جاتی ہے اور مل رہی ہے لیکن اب خود ہی یہ لوگ اس کے خلاف آوازیں بھی اٹھانے لگ گئے ہیں۔کیونکہ اس سے اخلاق برباد ہو رہے ہیں۔

پھر halloween کے خلاف کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے بچوں میں تفریح کے نام پر دوسروں کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی برائی جیسا کہ میں نے بتایا کہ بڑھ رہی ہے اور جرائم بھی اس وجہ سے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بڑھ رہے ہیں۔ایک تو فلموں نے غلط تربیت کی ہے۔پھر اگر عملی طور پر ایسی حرکتیں کرنے لگ جائیں اور ان کو تفریح کے نام پر بڑے encourage کرنا شروع کر دیں تو پورے معاشرے میں پھر بگاڑ ہی پیدا ہوگا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اور پھر ہمارے لئے سب سے بڑی بات جیسا کہ مَیں نے کہا مُردوں کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر کے ان کے کسی بھی غلط عمل سے محفوظ کرنے کا شیطانی طریق اختیار کیا گیا ہے۔گویا کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل پر کھڑا کر کے ایک شرک قائم کیا جا رہا ہے یا بچوں کو تحفے تحائف دے کے ان کی روحوں کو خوش کیا جا رہا ہے۔یا جادوگروں کے ذریعہ سے جادو کر کے ڈرایا جا رہا ہے۔بہرحال یہ نہایت لغو اور بیہودہ تصور ہے۔

ایک مصنف ہیں ڈاکٹر گریس کیٹرمین، ایم ڈی، وہ اپنی کتاب You and your child's problems میں لکھتے ہیں کہ:

"A tragic, by-product of fear in the lives of children as early as preadolescence is the interest and involvement in super natural occult phenomena".

یعنی بچوں کی زندگی میں جوانی میں قدم رکھنے سے پہلے، اس عمر سے پہلے یا اس دوران میں خوف کی انتہائی مایوس کن حالت جو لاشعوری طور پر پیدا ہو رہی ہے وہ مافوق الفطرت چیزوں میں دلچسپی اور ملوث ہونے کی وجہ سے ہے۔

اب halloween کی وجہ سے جو بعض باتیں پیدا ہو رہی ہیں ان میں یہ باتیں صرف یہاں تک نہیں رکتیں کہ costume پہنے اور گھروں میں مانگنے چلے گئے بلکہ بعض بڑے بچے پھر زبردستی گھر والوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔اور دوسری باتوں میں، جرموں میں بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔اور نَتِیْجَةً پھر جہاں وہ معاشرے کو، ماحول کو ڈسٹرب کر رہے ہوتے ہیں اور نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں وہاں ماں باپ کے لئے بھی دردِسر بن جاتے ہیں اور اپنی زندگی بھی برباد کر لیتے ہیں۔اس لئے مَیں پھر احمدیوں سے کہتا ہوں کہ ان باتوں سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔احمدی بچوں اور بڑوں کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھائیں۔جو ہمارا مقصد ہے اس کو پہچانیں۔وہ باتیں کریں جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔مغربی معاشرے کا اثر اتنا اپنے اوپر نہ طاری کریں کہ بُرے بھلے کی تمیز ختم ہو جائے۔خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی ذات کی بڑائی کو بھی بھول جائیں۔اور مخفی شرک میں مبتلا ہو جائیں اور اس کی وجہ سے پھر ظاہری شرک بھی ہونے لگ جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہوسکتی ہے؟ یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں؟ بلکہ پرستش اس سے ہوسکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اٹھ جائے۔اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو۔اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اس کی ہستی کے آگے مُردہ متصور ہو اور ہر ایک خوف اسی کی ذات سے وابستہ ہو۔اور اسی کی درد میں لذت ہو۔اور اسی کی خلوت میں راحت ہو۔اور اس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے۔مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5)۔یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حقِّ پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہوسکتا۔اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اسی پر توکل کرے اور اسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اسی کو اختیار کرے۔اور اپنی زندگی کا مقصد اسی کی یاد کو سمجھے۔اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اس حد تک کوشش کرے کہ اس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں۔زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحۃ:6-7)۔یعنی اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا، ان لوگوں کی راہ جن پر تُو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔حضرتِ احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے۔چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 54-55)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ ان توقعات پر جو انہوں نے ہم سے رکھی ہیں پورا اترنے والے ہوں، اس پر کوشش کرنے والے ہوں، اپنی سی کوشش کرتے رہیں اور ہم کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ فضل ہی فرمائے گا۔اللہ کرے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کے 28ویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: نجیب اللہ ایاز۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان)

مجلس خدام الاحمدیہ جاپان ہر سال لوکل اجتماعات کے انعقاد کے بعد اکتوبر کے مہینہ میں سالانہ اجتماع کا انعقاد کرتی ہے۔اجتماع کے لئے جاپان کے مشہور پہاڑ mount Fuji کے دامن میں واقع ایک یوتھ سنٹر کا انتخاب کیا گیا۔یہ جگہ ٹوکیو اور ناگویا کے شہروں کے درمیان واقع ایک خوبصورت تفریحی مقام ہے۔

امسال کے اجتماع اور مجلس شوریٰ کے انعقاد کے لئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے منظوری حاصل کی گئی۔خاکسار نے مکرم ڈاکٹر عمران خان صاحب کو منتظم اعلیٰ مقرر کیا اور ان کے ساتھ اجتماع کے لیے انتظامیہ کی منظوری دی گئی۔

9 اکتوبر کی شام کو ہی انتظامیہ کے ممبران اور اکثر خدام مقام اجتماع پر پہنچ چکے تھے۔خاکسار نے منتظمین کے ساتھ میٹنگ کر کے ضروری گزارشات کیں اور کام کا جائزہ لیا۔10/اکتوبر کی صبح کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس، صبح کی سیر اور ناشتہ کے بعد منتظمین نے تزئین ہال اور دیگر شعبہ جات کی تیاری مکمل کی۔

10/اکتوبر کو صبح 10:15 بجے تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اجتماع کا آغاز ہوا۔جاپان میں تینوں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اکٹھے منعقد ہوتے ہیں۔افتتاحی تقریب میں تینوں تنظیمیں شریک ہوئیں۔مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم مبشر احمد زاہد صدر مجلس انصار اللہ نے انصار اور خاکسار نے خدام کا عہد دہرایا۔مکرم محمد ظفر اللہ ڈار صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام پیش کیا۔

افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم انیس احمد ندیم صاحب نیشنل صدر و مبلغ انچارج نے گزشتہ سال کے اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس موقع پر اشاعت کے کام میں دلچسپی لینے کے لیے ذیلی تنظیموں کی خدمت میں تحریک کی گئی تو اس کے بعد ایک سال کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں نمایاں خدمت اور کامیابیوں کی توفیق ملی۔خصوصًا خدام نے قرآن کریم کے ترجمہ کے کام، بک فیئر کے انعقاد، ویب سائٹ کے اجراء اور سہ ماہی رسالہ النور کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا۔مکرم نیشنل صدر صاحب نے ذیلی تنظیموں کے جماعت کے ساتھ مثالی تعاون اور کردار کو سراہا۔

اسی طرح آپ نے خدام اور انصار کو یہ خوشخبری دی کہ سہ ماہی رسالہ النور کی اشاعت کے بعد جماعت جاپان کا ماہانہ تبلیغی رسالہ The Voice of Islam جاری کیا جا رہا ہے۔دعا کے بعد افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔

افتتاحی تقریب کے بعد خدام اور اطفال کے ورزشی اور تفریحی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔دوپہر کے کھانے اور نمازوں کے وقفہ کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔تلاوت، حفظ قرآن، نظم، تقریر فی البدیہہ اور معلومات کے مقابلوں میں خدام اور اطفال نے ذوق اور شوق سے شرکت کی۔

10 اکتوبر کو رات 8:00 بجے مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ کا آغاز ہوا۔امسال کی شوریٰ میں بجٹ کے علاوہ ایک تجویز زیر غور تھی کہ جاپان میں خدام کی تربیتی کلاس کے انعقاد کا جائزہ لیا جائے۔سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی اجازت سے تمام خدام مجلس شوریٰ میں شریک ہوئے۔

اگلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب نے پڑھائی۔نماز کے بعد مکرم انیس احمد صاحب نیشنل صدر و مبلغ انچارج نے صبح کی سیر کی اہمیت سے متعلق درس دیا اور خدام و انصار کو ماؤنٹ فوجی کے نواح میں خوبصورت ماحول اور موسم سے فائدہ اٹھانے کی توجہ دلائی۔صبح کی سیر کے بعد خدام اور انصار بیڈمنٹن اور فٹبال کے مقابلوں سے لطف اندوز ہوئے۔نیز ماؤنٹ فوجی کے خوبصورت مناظر کی تصاویر بناتے ہوئے اجتماع کی یادوں کو کیمرہ کی آنکھ سے محفوظ کیا۔

دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کے بعد اختتامی تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت مکرم انیس احمد ندیم صاحب نیشنل صدر و مبلغ انچارج نے کی۔مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ جو ترجمۃ القرآن کے کام کے لیے آجکل جاپان میں مقیم ہیں نے خدام اور انصار کو نصائح کرتے ہوئے ماضی میں ربوہ میں ہونے والے اجتماعات کی یادیں تازہ کیں اور مقابلہ جات کے معیار سے متعلق بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔خاکسار نے جاپانی زبان میں چند گزارشات پیش کیں اور اطفال کے معیار کو سراہتے ہوئے خدام کو مزید بہتر تیاری کے ساتھ اجتماع میں شرکت کی تلقین کی۔

اول اور دوم آنے والے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔مکرم عمر احمد ڈار صاحب بہترین خادم اور عزیزم یاسر جنود صاحب بہترین طفل قرار پائے۔تقسیم انعامات کے بعد مکرم نیشنل صدر صاحب نے ان خدام کی بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی جو مجلس اور جماعت کے کاموں میں ہر وقت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔آپ نے اجتماع کے ماحول کا ذکر کرتے ہوئے بھی فرمایا کہ جو انصار وقارِ عمل میں سب سے آگے نظر آتے ہیں یہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں کی تحریک میں بھی آگے ہیں تو علمی مقابلہ جات میں بھی نمایاں پوزیشنز حاصل کرتے ہیں۔انہوں نے جماعت سے تعلق اور جماعتی کاموں کی اہمیت کو جس طرح سمجھا ہے اس کی جھلک ان کی اولادوں

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

''جادو کی چھڑی''!

(تحریک جدید)

سید محمد احمد۔ امریکہ

آج ایک پرانی بات یاد آ گئی جو نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ موجب ازدیاد ایمان بھی ہے۔ اس بات کا تعلق سن 1970ء کے پاکستان کے الیکشن کے زمانہ سے ہے۔ ان دنوں مرحوم مولانا کوثر نیازی صاحب میرے دوست تھے۔ دوستی کی وجہ یہ بنی تھی کہ اس زمانہ میں خاکسار لاہور میں ایک مشروب ساز کمپنی کا مینیجنگ ڈائریکٹر تھا اور مولانا کوثر نیازی صاحب شہر لاہور کے مشروب فروخت کرنے والے کھوکھوں (Beverage Outlets) کی ٹریڈ یونین کے صدر تھے۔ اپنی مشروبات کے بزنس کو فروغ دینے کی جدوجہد میں ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ اور اسی زمانہ میں ایک تیسرے صاحب مکرمی مسعود (عرف مسعود کھدّر پوش) بھی ہم دونوں کے دوست بن گئے۔

مسعود کھدّر پوش آئی سی ایس کا ڈر (I.C.S. Cadre) کے افسر تھے۔ اور اس زمانہ میں وہ پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ اوقاف کے سیکرٹری تھے۔ چونکہ ان کی سوچ ''بائیں بازو'' والی تھی اس لئے 1970ء کے الیکشن سے پہلے ان کی سوچ اور عمل دونوں اس جانب مائل تھے کہ کسی طرح سے بھی ہونے والے الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) جیت جاوے کیونکہ PPP کا اس وقت کا نعرہ ''روٹی، کپڑا، مکان'' انہیں بہت بھاتا تھا۔ مسعود کھدّر پوش جنگ عظیم دوم سے چند سال پہلے جب آئی سی ایس کے امتحان کی تیاری کے لئے انگلستان میں مقیم تھے تو وہاں ان کی واقفیت (اور معمولی میل ملاپ) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ (بعد کو خلیفۃ المسیح الثالث) سے تھی۔ (یاد رہے کہ اس زمانہ میں حضور آکسفورڈ یونیورسٹی کے طالبعلم تھے۔) اور اسی طرح صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے بھی جو خود بھی آئی سی ایس کے افسر بنے اور پاکستان میں ایک لمبی اور کامیاب سروس کے بعد ورلڈ بینک (واشنگٹن) کے ڈائریکٹر بنے اور وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کئی سال جماعت احمدیہ امریکہ کے کامیاب امیر رہے جہاں آپ نے جولائی 2002ء میں وفات پائی۔

1970ء کے الیکشن سے پہلے مولانا کوثر نیازی صاحب اور مسعود کھدّر پوش اور خاکسار نے مل کر بہت سے کام کئے۔ کام کے دوران فرصت کے اوقات میں حالات حاضرہ پر تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا۔ مسعود کھدّر پوش نے ایک دوبار یہ ذکر کیا کہ چونکہ ان کے محکمہ نے پنجاب کے تقریباً سارے مزار سرکاری تحویل میں لئے ہیں۔ (مثلاً داتا صاحب کا مزار وغیرہ) اس لئے ان سرکاری تحویل میں لئے جانے والے مزاروں کے سابقہ مجاور جو پہلے ان مزاروں میں بیٹھ کر کمائی کرتے تھے اب اپنی کمائی بند ہو جانے کی وجہ سے مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ اس لئے اب یہ سابقہ مجاور صاحبان اپنے لئے کمائی کا ایک نیا طریقہ شروع کر رہے ہیں اور وہ یہ کہ وہ نئے (جعلی) مزار بنانے یا بنوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ ایک دو جگہ تو نئے (جعلی) مزار بنوا بھی چکے ہیں۔ کرتے یہ ہیں کہ کسی مناسب جگہ پر ایک کچی کوٹھڑی بنواتے ہیں۔ پھر اس کوٹھڑی میں کہیں سے ڈھونڈ کر ایک عدد نیم پاگل کو اسی کوٹھڑی میں لا بساتے ہیں جس کے کھانے پینے کا انتظام بھی خود کرتے ہیں۔ پھر اس کوٹھڑی کے گرداُن سابقہ مجاوروں کا ایک ٹولہ روزانہ مجلس لگاتا ہے۔ یہ سابقہ مجاور وہاں بیٹھ کر اونچی آواز میں آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ ذکر یہ کرتے ہیں کہ اگرچہ یہ بندہ دیکھنے میں گونگا بہرہ لگتا ہے مگر اندر سے یہ بہت ہی ''پایہ کا مومن'' ہے اور بہت پہنچا ہوا بزرگ ہے۔ چند دنوں میں اس گلی یا محلّہ کے عام لوگ بھی اور کچھ وہاں سے اپنے کاموں پر جانے والے بھی وہاں اس مجلس میں بیٹھنے لگ جاتے ہیں اور چند دنوں میں ہی یہ مجلس بڑی سے بڑی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس محلّہ کے عام لوگ اور وہاں سے گزرنے والے سب ہی ان سابقہ مجاوروں کی باتیں سن سن کر اس نیم پاگل کی بزرگی کے قائل ہو جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد وہ نیم پاگل مر جاتا ہے (بلکہ یہی سابقہ مجاوروں کا ٹولہ اسے بھوکا پیاسا رکھ کر جلد ہی اسے اس دنیا سے رخصت کر دیتا ہے۔ اس کے مرتے ہی فوراً یہ سابقہ مجوروں کا ٹولہ اسے اس کچی کوٹھڑی کے وسط میں دفن کر دیتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نہایت خاموشی سے اس کچی کوٹھڑی کی باہر کی دیواروں کو پکا کر کے ایک مزار کی شکل دے دیتا ہے۔ پھر اس ٹولے کے چند مجاور اس نئے (جعلی) مزار کے مجاور بن جاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی روٹی پانی اور کمائی کا انتظام دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس کام کو تسلی بخش حد تک تکمیل دینے کے لئے یہ سابقہ مجاوروں کا ٹولہ اس محلّہ کی پولیس اور محلّہ کے باثر افراد کو بھی بعض ناجائز طریقوں سے اپنے ساتھ ملائے رکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس (جعلی) مزار کی تکمیل جلد از جلد مکمل اس لئے بھی کرتے ہیں کہ تا کسی قسم کی سرکاری مداخلت نہ ہو سکے اور نہ ہی کوئی سرکاری ادارہ اس نئے (جعلی) مزار کو گرانے کی کوشش کر سکے۔ انہوں نے ہمیں دو تین ایسے مقامات بھی دکھائے جہاں یہ کارروائی یا شروع تھی یا ایک نیا (جعلی) مزار بن چکا تھا۔ ان میں سے ایک جگہ راوی روڈ پر (بڈھا راوی کا پل کراس کرنے کے بعد) بائیں سروس لینمیں تھا جہاں ایک تازہ تازہ جعلی مزار بن چکا تھا۔

پھر ایک دن کہنے لگے مَیں سن 1934ء میں مجلس احرار کا پُر جوش ممبر تھا اور بیان کیا کہ مَیں بھی ''قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے'' مجلس احرار کے اس تاریخی جلسہ میں شمولیت کے لئے قادیان گیا تھا۔ یہ بھی کہا کہ اس زمانہ میں مجلس احرار ایک مضبوط اور بے حد مقبول پولیٹیکل پارٹی تھی اور اس وجہ سے ہمیں پورا یقین تھا کہ پنجاب کے آئندہ ہونے والے الیکشن میں ہم اتنی واضح اکثریت حاصل کر لیں گے کہ پنجاب کی حکومت کے سب اداروں پر ہمارا مکمل کنٹرول ہو جائے گا۔ اس لئے ساتھ ساتھ ہمیں یقین تھا کہ اس طرح مجلس احرار ''مرزائیت'' کا خاتمہ کر دے گی۔

پھر کہا کہ ہمارے قادیان والے 1934ء کے جلسہ کے بعد جب آپ کے حضرت صاحب نے یہ اعلان کیا کہ ''مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں'' تو ہم اپنی پارٹی کی مٹینگز میں بہت ہنسے کیونکہ ہمیں آپ کے حضرت صاحب کی یہ بات دور از قیاس لگی۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہم ہی (مجلس احرار) سے ایک شدید سیاسی غلطی سرزد ہو گئی اور سچ مُچ زمین ہمارے پیروں کے نیچے سے نکل گئی۔ ہوا ایسے کہ مسجد شہید گنج والے معاملہ میں جو پالیسی اور راہ ہم نے اختیار کی وہ پنجاب کے مسلمانوں کو کسی صورت میں قابل قبول نہ تھی اور اس وجہ سے پنجاب کا تقریباً سارا مسلمان معاشرہ ہمارے خلاف ہو گیا اور اس وجہ سے ہم اس الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

پھر دوسری بات یہ ہوئی کہ آپ کے حضرت صاحب نے ایک ''جادو کی چھڑی'' نکالی اور اس جادو کی چھڑی سے انہوں نے مجلس احرار کو سخت زک پہنچائی۔ مَیں نے پوچھا کہ وہ ''جادو کی چھڑی'' کیا تھی؟ کہنے لگے ''تحریک جدید''۔

پھر کہا کہ شاید اس زمانہ میں آپ چھوٹے تھے اس لئے آپ کو یاد نہ ہو کہ جماعت احمدیہ اس وقت ایک چھوٹی سی غریب جماعت تھی۔ اس کے پاس ترقی کرنے کے لئے نہ تو کافی مالی وسائل تھے اور نہ ہی مناسب تعداد میں اعلیٰ علم والے اور اعلیٰ انتظامی قابلیت رکھنے والے افراد۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے آپ کے حضرت صاحب نے فوراً ایک جامع پروگرام اور لائحہ عمل اپنی جماعت کو پیش کیا۔ اس سکیم سے ایک جانب تو انہوں نے اپنی ساری جماعت کو بہت ہی سادہ زندگی گزارنے کے لئے ایک ایسے پُر جوش طریقہ سے ایسا مائل کیا کہ جماعت احمدیہ کے تقریباً سبھی گھرانے اتنی سادہ زندگی گزارنے لگ گئے کہ وہ لوگ بھی جن کا پہلے اپنی آمد میں گھر کا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا تھا اب اس سادہ زندگی گزارنے کی وجہ سے پیسے بچانے لگ گئے اور یہ بچائی ہوئی رقوم انہوں نے آپ کی جماعت کو چندے کی صورت میں دینی شروع کر دی۔ اس طرح ایک دو سال کے عرصہ میں ہی آپ کی جماعت کے پاس اتنے فنڈز ہو گئے کہ آپ کے حضرت صاحب نے ہمارے خلاف بہت سا لٹریچر پھیلا کر ہمیں کمزور کر دیا۔ اس سادہ زندگی کے پروگرام کے ساتھ ساتھ آپ کے حضرت صاحب نے ایک علمی، اخلاقی اور انتظامی تربیت کا ایسا پُر زور پروگرام ترتیب دیا کہ چند سالوں میں ہی انہوں نے اپنی کمزور اور غریب جماعت میں سے ہی ایک تربیت یافتہ مضبوط لشکر پیدا کر دیا اور اس لشکر نے ہمیں ہر فرنٹ پر شکست دے دی۔ یہ تھی وہ ''جادو کی چھڑی'' (تحریک جدید) جس کے بعد ہم پنجاب کی سیاست کے میدان میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ پھر اس واضح کامیابی کے بعد آپ کے حضرت صاحب نے اس ''جادو کی چھڑی'' کو اور لمبا کیا اور اس سے سب سے زیادہ اور بڑا فائدہ یہ اٹھایا کہ انہوں نے دنیا کے کئی ملکوں میں اپنے تبلیغی مشن قائم کر دیئے جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ ایک کمزور سی لوکل جماعت سے ترقی کر کے پہلے ایک نیشنل جماعت بنی اور پھر ایک انٹرنیشنل جماعت بن گئی۔

آج اس مضمون کو لکھتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا کہ جو بات مسعود کھدّر پوش صاحب کو سب سے پہلے بیان کرنی چاہئے تھی وہ حضورؓ کی بے مثال قیادت کی قابلیت تھی جو جماعت احمدیہ کی اس ترقی کا اصل راز تھا۔

یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بے مثال قیادت نے نہ صرف فتنہ احرار کے زمانہ میں ہی جماعت احمدیہ کی لاجواب قیادت کی بلکہ اس کے بعد جنگ عظیم دوم کے پانچ سالہ عرصہ میں بہت سی سکیموں سے جماعت احمدیہ کے افراد اور ان کے اموال کو صحیح راستوں پر لگا کر اس طرح بھی جماعت کو بہت مضبوط بنایا۔ حالانکہ اس جنگ کے دوران بھی بہت سے عوامل اور دشمن جماعت کو کمزور کرنے کی پوری کوشش کرتے رہتے تھے۔

پھر 1945ء سے 1947ء کے دو سال ایسے گزرے جب ہندوستان کی متوقع آزادی کی وجہ سے سارا ملک ہی ایک سیاسی اکھاڑہ بن گیا تھا جس کے دوران حضورؓ نے جماعت کو اور قادیان کو محفوظ کرنے کے لئے بہت سے انتظامات کئے۔ مگر اگست 1947ء میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کسی چھپی ہوئی تقدیر سے قادیان، پاکستان میں آنے کی بجائے ہندوستان میں چلا گیا تو اچانک ایک خطرناک صورتحال پیدا ہو گئی۔ مگر اس مشکل ترین زمانہ میں بھی حضور نے بے شمار ایسے انتظامات کئے اس وجہ سے اُس غدر کے زمانہ میں بھی جماعت احمدیہ کے افراد اتنے زیادہ شہید نہیں ہوئے جتنے اور جگہوں میں ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیان کی پوری آبادی کو مکمل ڈسپلن اور حفاظت سے پاکستان لانے کا انتظام کرنا اور پھر انہیں پاکستان میں بسانے کے طور طریقہ میں ان کی معاونت کرنا۔ پھر اس کے ساتھ جماعت احمدیہ کا عارضی مرکز لاہور میں قائم کرنا اور ساری جماعت کو وہاں سے کنٹرول کرنا۔ پھر مجوزہ نئے مرکز (جو بعد میں ربوہ کہلایا) کے لئے جگہیں ڈھونڈنا۔ اور پھر نئے مرکز کی جگہ کے بارہ میں بے حد مشکل فیصلہ کرنا (کیونکہ اس کی بابت گورنمنٹ کی فائلوں میں بھی لکھا تھا کہ یہ جگہ انسانوں کے بسنے قابل نہیں)۔ مگر کوشش اور محنت سے ہی اس ناقابل رہائش جگہ میں ایک بالکل نیا اور ماڈرن شہر بنا لینا ایک عام قسم کے لیڈر کا کام نہیں تھا۔ اور پھر ساری دنیا کی احمدی جماعتوں کو اس بیابان بستی سے کنٹرول کر لینا یہ اس عظیم لیڈر کا ہی کام تھا۔ اور وہاں بھی یہی ''جادو کی چھڑی'' (تحریک جدید) ہی کام آتی رہی۔

بہت غور اور فکر کے بعد خاکسار نے پچھلے چالیس سال کے دنیا کے پولیٹیکل اور مالی حالات کو اپنے ذہن میں خوب گھما پھرا کر ان کا تجزیہ کیا تو یہ نتیجہ نکالا کہ پچھلی نصف صدی میں جہاں کہیں بھی کسی قوم کو اچھی اور قابل قیادت نصیب ہوئی اور اس قیادت نے اپنی قوم کو ذلت کے گڑھوں سے نکال کر ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے میں کامیابی حاصل کی تو انہوں نے بھی ''تحریک جدید'' نما پلان سے ہی ایسا ممکن بنایا۔ اس کی تازہ ترین مثال اس زمانہ میں چین کی ہے جہاں ماؤزے تنگ اور ان کی ٹیم نے نصف صدی کے عرصہ میں ہی ایک افیم زدہ قوم کو ایک سُپر پاور بنا دیا۔

تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ آج سے کئی صدیاں پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو فرعون مصر سے بچا کر وادیٔ سینا (کنعان) تک تو لے گئے مگر وہاں پہنچ کر وہ گری پڑی قوم فلسطین کو فتح کرنے کی ہمت نہ دکھا سکی۔ جس کی وجہ سے انہیں چالیس سال تک وادی ایمن یعنی فلسطین کے جنوب میں واقع ایک غیر آباد صحرائی علاقہ میں ہی کیمپوں (Camps) میں لمبا عرصہ گزارنا پڑا۔ ایک جانب تو وہ اتنے بے ہمت تھے کہ فلسطین کو فتح کرنے کے خیال سے بھی ہچکچاتے تھے۔ مگر دوسری جانب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اعلیٰ غذا کا مطالبہ بار بار کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اس اعلیٰ غذا کے مطالبے کو کبھی بھی منظور نہیں کیا بلکہ ''تحریک جدید'' والا ایک کھانا اور وہ بھی بالکل سادہ کے علاوہ انہیں کچھ بھی زائد کھانے کی اجازت نہ دی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس قوم کو فاتح کا لقب پانے میں چالیس برس گزر گئے اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس عرصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور آپ فتح فلسطین کو اپنی زندگی میں نہ دیکھ پائے۔ مگر جب ان چالیس سالوں کے دوران ہجرت کرنے والے افراد آہستہ آہستہ وفات پا گئے اور وہ نئی نسل بڑی ہوئی جو وادی سینا کے صحرا کے کیمپوں (Camps) میں ہی پیدا ہوئی تھی اور بچپن سے ہی انہوں نے سخت قسم کی (دنیاوی لذّات سے عاری) زندگی گزاری تھی اور اس وجہ

سے وہ سخت جان اور بہادر بن گئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان نوجوانوں نے (تقریباً بغیر کسی بڑی جنگ کے) فلسطین کو فتح کرلیا اور اس پر قابض ہوگئے اور وہاں کے حاکم بن گئے۔

فیلڈ مارشل منٹگمری (جنہوں نے برطانوی افواج کی جنگ عظیم دوم میں اعلیٰ فوجی قیادت کی وجہ سے شہرت پائی) اپنی کتاب قیادت۔ (Path to Ledership) میں لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا وادی ایمن (کنعان) پہنچنے کے بعد المیہ یہ تھا کہ اگرچہ فرعون کی فوج سے تو وہ سمندر پار کرتے وقت معجزانہ طور پر بچ گئے تھے مگر چونکہ مصر میں بنی اسرائیل قوم نے کئی صدیاں غلامی میں گزاری تھیں اس وجہ سے ان میں زندہ اور بہادر قوموں والی کوئی بھی خوبی باقی نہ رہی تھی۔ وہ نہ ہمت والے رہے تھے اور نہ ہی عزم والے اور نہ ہی ان میں فاتح اور کامیاب قوموں والی کوئی بھی خوبی باقی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ایک عظیم لیڈر تھے اس لئے وہ اپنی قوم کی کمزوریوں کو جانتے تھے۔ اس لئے ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے آپ نے ساری قوم کو فوج نما کیمپوں (Camps) میں رکھا۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے سب کے کیمپوں کو الگ الگ اس لئے بنایا تاکہ ہر قبیلہ اپنے اپنے قائد اعلیٰ کی ماتحتی میں روزمرہ کے تربیتی پروگرام پر عمل کرتا رہے اور آپس میں دوسرے قبیلوں والوں سے کوئی تنازعہ نہ ہو۔ نیز آپ نے اپنی قوم کو اس علاقہ کی زمین پر زراعت کرنے کی اجازت نہ دی اس لئے کہ اگر وہ وہاں زراعت شروع کر دیتے تو آہستہ آہستہ اپنے اصل مشن یعنی فتح فلسطین کو بھول جاتے۔ اسی طرح آپ نے ساری قوم کو بالکل سادہ کھانے پر رکھا اور انہیں اس علاقہ کی گندم اور دوسری زرعی اجناس کو استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا۔ صرف خود شکار کر کے پرندے یا خرگوش یا ہرن وغیرہ مار کر کھانے کی اجازت دی۔ دوسری جانب آپ کی ساری قوم کی یہ خواہش تھی کہ دوسری قوموں کی طرح ان کے پاس کوئی قومی نشان (Symbol) ہو مگر اس بات کی اجازت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نہ دی تاکہ وہ ایک نقال قوم نہ بن جائے۔ مگر ایک بار جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی سرداری میں چھوڑ کر چالیس دن کے لئے خصوصی عبادت کے لئے پہاڑ پر چلے گئے تو آپ کی قوم نے آپ کی غیر موجودگی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی عذاب کر دی اور اپنی سابقہ ڈیمانڈز پر اتنا زور دیا کہ قومی نشان (Symbol) والی بات کو منوانے کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو مجبور کر دیا۔ جب چالیس دن کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس لَوٹے تو آپ یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوگئے کہ ان کی غیر حاضری کے دوران ان کی قوم نے اپنے لئے ایک الگ قومی نشان (Symbol) بصورت ایک صفرائی رنگ کا گائے کا بچھڑا بنا رکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر نہ صرف بے حد ناراض ہوئے بلکہ اپنے بھائی کو بھی بہت ڈانٹا۔ پھر آپ نے اپنی قوم کو بار بار سمجھا کر انہیں سے اس صفرائی رنگ کے بچھڑے کو ذبح کروایا اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔

مگر دوسری جانب جو بنی اسرائیلی بچے ہجرت کے بعد اسی صحرا میں پیدا ہوئے تھے جب وہ بڑے ہوئے تو چونکہ وہ بچپن سے ہی ایک سخت زندگی کے عادی تھے اس لئے ان میں آہستہ آہستہ فاتح قوموں والی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔ وہ جرأت والے بھی بن گئے۔ بہادر بھی بن گئے۔ ان میں تحمل بھی پیدا ہوگیا اور ذہنی اور جسمانی توانائی بھی پیدا ہوگئی۔ اس لئے جتنے عرصہ میں نئی نسل جوانی تک پہنچی اور ساتھ ساتھ پرانی اور بوڑھی نسل جو بالکل ہی نالائق اور ناکارہ ثابت ہو چکی تھی ختم ہوگئی (یعنی جب پرانی نسل کے بوڑھے فوت ہوگئے) تو پھر نوجوان نسل نے فلسطین کو ایک معمولی سی جنگ کے بعد فتح کرلیا۔

اب آپ تیزی سے دو ہزار سال آگے بڑھیں جب ملک عرب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا۔ تقریباً چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرعی نبوت عطا کی اور ساتھ ساتھ آپ کو تمام نبیوں کا سردار یعنی خاتم النبیین بھی بنایا۔ اس زمانہ میں ملک عرب پر کوئی باہر کی قوم حاکم نہ تھی اور اس وقت عرب قوم اپنے کلچر کے لحاظ سے نہ صرف ایک متحرک (Mobile) قوم تھی بلکہ معاشی اور ایسی ہی دیگر مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتی تھی ۔ ہزاروں میل کے تجارتی سفر کرنا ان کا معمول تھا۔ حضورؐ بھی اپنے بچپن ہی میں ایک بار اپنے دادا کے ساتھ ایک ایسے ہی تجارتی سفر پر گئے تھے اور حضرت خدیجہؓ سے شادی سے کچھ عرصہ پہلے آپؐ حضرت خدیجہؓ کے ایک تجارتی قافلہ کے انچارج بن کر ملک شام گئے تھے۔ اور اس زمانے میں ساری عرب قوم آپؐ کو ایک بہترین فرد اور امین کے لقب سے پکارتی تھی۔ مگر اسلام کے آتے ہی تمام قوم آپؐ کی دشمن ہوگئی اور اس شدید دشمنی میں آپؐ کے لئے اتنی سخت مشکلات پیدا کر دیں کہ مجبور ہو کر حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مگر اس پر بھی قریش مکّہ کی قیادت نے پیچھا نہ چھوڑا اور ان سب نے مل کر مدینہ میں رہائشی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کئی بار مدینہ پر فوجی حملے کئے جن میں تقریبًا ہر بار اسلام دشمن افواج کو یا تو شکست ہوئی یا انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اور آہستہ آہستہ اسلام کا پلّہ بھاری ہونا شروع ہوگیا اور بالآخر ہجرت کے صرف دس سال کے بعد حضور ﷺ نے دس ہزار اسلامی فوج سے بغیر جنگ لڑے ہی مکّہ والوں پر مکمل فتح پالی۔ اور اس کے بعد تقریباً تمام ہی قریش مکّہ کے قبائل حضورؐ کی غلامی میں آگئے۔ ان حالات کے بعد چونکہ عرب قوم میں سختیاں برداشت کرنے کی عرصہ سے عادت تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بے حد متحرک (Mibile) تھے اس لئے ان کے لئے اب اسلام کے پیغام کو بھی دور تک جا کر پہنچا دینا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اس لئے حضورؐ کی زندگی میں اور بعد میں خلفاء راشدین کے زمانہ میں اس قوم نے اسلام کا پیغام اور تعلیم کو نہ صرف سارے مشرق وسطیٰ میں پہنچا اور پھیلا دیا بلکہ اگلی نصف صدی میں انہوں نے یہ پیغام ایک طرف سپین تک اور دوسری طرف انڈونیشیا تک بھی پہنچا دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مقابلہ میں عرب قوم کو چالیس سال تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ مگر یہاں پر بات ختم نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ عرب قوم کی لاتعداد خوبیوں سے زیادہ ان کامیابیوں میں حضورؐ کی قوت قدسیہ اور آپؐ کی لاجواب اور مثالی قیادت کا بھی بے حد دخل تھا۔ تاریخ یہ کہتی ہے کہ دنیا میں کوئی نیا مذہب اور اس کی تعلیم اتنی تیزی سے (دنیا کی تاریخ میں) کبھی بھی نہیں پھیلی جتنی تیزی سے اسلام کی تعلیم پھیلی۔

اب چودہ سو سال اور آگے چلیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ''مسیح اور مہدی'' بنا کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مامور کیا گیا۔ دیگر بہت بڑی بڑی اصلاحوں کے علاوہ آپ کا عظیم ترین کام اور کارنامہ صحیح ''اسلامی خلافت'' کو مستقل طور پر اس دنیا میں قائم کرنا تھا۔ آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے رسالہ ''الوصیت'' کے ذریعہ اپنے بعد نہ صرف خلافت احمدیہ کو ایک مستقل ادارہ کے طور پر قائم کرنے کا پروگرام جماعت احمدیہ کو دیا بلکہ اس کے ساتھ منسلک ''نظام وصیت'' کو بھی ایک مستقل ادارہ بنا دیا۔ ہر غور کرنے والا آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ دونوں نظام اصل میں ایک دوسرے سے مخلوط اور مربوط ہیں یعنی ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور ان دونوں اداروں کی وجہ سے ہی جماعت احمدیہ نہ صرف پچھلے ایک سو برس سے اس دنیا میں قائم ہے بلکہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے ساری دنیا میں روز بروز ترقی اور مضبوط ہونے میں سب سے بڑا رول (Role) خلافت احمدیہ کا ہے ۔ اس ترقی کو تیزی سے بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ اول جماعت کے پاس بہت بڑی تعداد میں ہنرمند، لائق، تعلیم یافتہ اور اعلیٰ کردار والے افراد موجود ہوں اور دوسری طرف نہ صرف بہت سے مالی فنڈز موجود ہوں اور جن میں اضافے کا سسٹم ایسا ہو کہ جوں جوں جماعت بڑھے اسی حساب سے مالی فنڈز بھی ساتھ ساتھ بڑھتے جائیں۔

مگر اس بات کا ہونا بھی ضروری ہے کہ اس ترقی کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کے تمام کارکنان کی تربیت کے نظام کو بھی مستقل طور پر آگے بڑھانے کے لئے بھی ایک مستقل نظام ہو۔ یہی وہ ضرورت ہے جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آج سے 27 سال پہلے ادارہ ''وقف نو'' کی بنیاد ڈالی۔ اور کچھ عرصہ بعد یہ خواہش بھی کی کہ اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے آئندہ چند سالوں میں جماعت احمدیہ کو کم از کم پانچ ہزار نئے نوجوان اعلیٰ تربیت شدہ کارکن مہیا ہو جاویں۔

میری عاجزانہ رائے میں جماعت احمدیہ کی ''تحریک وقف نو'' کی انتظامیہ کو اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب ''بال ان کی کورٹ میں ہے''۔ میری رائے یہ بھی ہے کہ انشاء اللہ جب ''تحریک وقف نو'' کے زیر تربیت بچے بڑے ہو کر جماعت احمدیہ کے مختلف اداروں میں کام کرنے لگ جائیں گے اور ان کی موجودہ جماعتی اداروں میں اکثریت ہو جائے گی تو جماعت احمدیہ کے مختلف ادارے اتنی تیزی سے شاندار کارنامے انجام دینے لگ جاویں گے کہ دیکھنے والوں کو ایسا لگے گا کہ راکٹ سے چلنے والا جہاز بے حد تیزی سے آسمان کی جانب بڑھ رہا ہے۔ یہ بات مَیں اس لئے پورے وثوق سے لکھ رہا ہوں کیونکہ میرے علم کے مطابق ''تحریک وقف نو'' کا تربیتی پرگرام بہت ہی شاندار ہے۔

''تحریک وقف نو'' کے ٹریننگ پروگرام میں عمومی تعلیم، پروفیشنل تعلیم اور دینی تعلیم کے علاوہ بہت زور اخلاق اور کردار سازی کی جانب ہے۔ مثلاً ذاتی صفائی (Personal Hygene)، سچ سے محبت (Truthfulness)، سخت جانی (Hardiness)، امانت و دیانت (Integrity)، تحمل (Patience)، لطافت (Refineness)، غصہ پر کنٹرول (Anger Management)، وفا (Loyalty)، شگفتگی، مزاح (Good sense of humer)، قناعت پسندی (Contentness) وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ سے نفرت، ترش روی اور بھونڈا پن اور انتقام لینے کی عادت سے پرہیز کی تعلیم بھی پُر زور طریقوں سے دی جاتی ہے۔

آخر میں خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ میری رائے میں ''صفرائی رنگ کا بچھڑا'' سے مراد ہے سونا یعنی گولڈ (Gold) جس کا بدل آج کل امریکن ڈالر ہے۔ اور ''تحریک جدید'' کا سب سے ضروری مطالبہ کہ سادہ زندگی بسر کرو اور سادہ کھانا کھاؤ جس کا اصل مقصد اور مطلب یہ تھا (اور اب بھی ہے) کہ نہ صرف آپ کے ذاتی اور گھریلو اخراجات میں کمی واقع ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ صرف ضروری حد تک سوئیں اور غیر ضروری اور بہت لمبی نیند لینے کی عادت آپ کو نہ پڑے۔ کیونکہ بہت زیادہ اور لمبا سونے سے نفس کمزور پڑ جاتا ہے اور اس طرح آپ فرض اور ضروری عبادات میں بھی کمزور پڑ جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس محنت سے کام کرنے کے لئے وقت بھی بہت کم رہ جاتا ہے اور آہستہ آہستہ آپ عبادات اور محنت دونوں میں کمزور پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے تحریک جدید کے مطابق ہمیں اپنے نفس کو کمزور کرنے والی دونوں چیزوں یعنی سونا بمعنی گولڈ (Gold) کی غیر معمولی محبت سے اور سونا یعنی کثرت نیند دونوں کو اعتدال میں رکھنا ہوگا۔

نوٹ:

کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ حکومت امریکہ کے ایک ڈالر کے کرنسی نوٹ (Bill) کی پشت پر فراعین مصر کا پسندیدہ نشان (Symbol) بصورت اہرام مصر (Pyramid) موجود ہے۔ تاریخ کے مطابق اس مصری نشان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شدید نفرت تھی۔ اس لئے کہ اس زمانہ میں تعمیر کئے گئے بہت سے اہرام میں ہزاروں ہزار غریب اور مجبور بنی اسرائیل ان اہراموں کے بنانے کے دوران مارے گئے تھے یا مار دیئے گئے تھے اور یا عمر بھر کے لئے مفلوج ہوگئے۔ مگر چونکہ وہ مصر میں غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے اس لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ اہرام مصر کی تعمیر میں کام کرنے سے انکار کر سکتے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مصری نگران انہیں زنجیروں میں باندھ کر تعمیری کام کی جگہ لاتے تھے اور ان سے سارا دن کام کرواتے تھے اور اگر کوئی ذرا سی بھی سستی دکھاتا تو اسے سنگلوں سے مارتے تھے۔ ہزاروں ہزار اسرائیلی غلام مصر میں اسی طرح مارے گئے یا زندگی بھر کے لئے مفلوج ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے فلسطین کی طرف ہجرت کرنے کے بعد اپنی قوم کے افراد کو کوئی بھی ایسا مصری نشان بنانے یا استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے جس میں مصری تہذیب کا کوئی بھی نشان ہو یا اس سے ملتا جلتا ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞

بقیہ: سالانہ اجتماع جاپان از صفحہ نمبر 8

میں نظر آتی ہے کہ وہ تربیتی اور تعلیمی لحاظ سے زیادہ ممتاز اور نمایاں ہیں۔ آپ نے خدام کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ان نصائح کی طرف متوجہ کیا جو آپ نے انگلستان کے ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے موقع پر فرمائیں اور احمدی نوجوانوں سے اس توقع کا اظہار کیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اس کام اور فریضہ کے لیے خود کو تیار کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ دعا کے ساتھ ہی مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کا انتیسواں سالانہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کو ہمیشہ ترقی کی راہوں پر گامزن پر رکھے اور ہمیں حقیقی رنگ میں اسلام احمدیت کے خادم بنائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ:پاکستان میں آنے والا تاریخ کا بدترین سیلاب از صفحہ نمبر 16

میں مذکورہ بالا سب رنگ شامل ہیں جس کی کسی قدر وضاحت درج ذیل ہے۔

i- آپ کی مخالفت میں نعمت نبوت سے انکار کو بطور دلیل پیش کیا گیا جبکہ نبوت کو قرآن کریم میں انعام فرمایا گیا ہے اور اس سے انحراف کرنا ناشکری اور ناشکری کو عذابِ سیلاب کا سزاوار۔

ii- آپ کی دعوت کو دلائل سے رد نہ کر سکنے کے سبب اعراض اور پہلو تہی کا راستہ اختیار کیا گیا اور عوام الناس کو یہی درس دیا گیا کہ وہ اس بارے میں کچھ جاننے کی کوشش نہ کریں۔ احمدیوں سے دور رہیں اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ احمدیت کے بارے میں نہ کچھ پڑھیں اور نہ سنیں۔ گویا وہی کیفیت ہوئی کہ کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور پہلو بچا لیا اور ضد اور تکبر کی راہ اپنائی گئی۔

iii- آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا نشانات ظاہر فرمائے جن میں دعاؤں کی قبولیت، مخالفین کی ہلاکت، زلزلے اور طاعون نمایاں ہیں۔ وہ نشانیاں جو آنے والے کے بارے میں بتائی گئی تھیں سب آپ پر پوری اتریں۔ کسوف وخسوف ظاہر ہوا، علوم کے خزانے تقسیم ہوئے، آپ کی ہزار ہا پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ان سب نشانوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور اس طرح عملاً الٰہی نشانوں کی تکذیب کی گئی اور ان سے غفلت برتی گئی۔

iv- آپ کی تکذیب کی گئی۔ آپ کی ذات کو ہنسی اور ٹھٹے کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ کی ذات پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ آپ کی تحریرات کو من مانے معنی پہنا کر ان پر اعتراضات کئے گئے۔ ان منفی انفرادی کوششوں کے ساتھ ایسے ادارے بھی وجود پا گئے جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا ہی آپ کی تکذیب اور تمسخر بنا لیا۔ اور پھر حکومتیں بھی در آئیں اور اب پاکستان میں سرکاری طور پر اہل ایمان ہونے کا کوئی دعویٰ آپ کی تکذیب کے اعلان کے بغیر قبول نہیں ہوتا۔ اور یوں ساری آبادی بلا کسی ذاتی علم کے اس تکذیب میں فریق بن گئی ہے۔

v- آپ نے اپنے حکم وعدل کے منصب کے تحت تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا لیکن ان فیصلوں کو تسلیم نہ کیا گیا۔ آپ نے خدا سے علم پا کر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے حوالہ سے نصیحت فرمائی کہ فی زمانہ تلوار سے جہاد کے خیال کو ترک کر دیا جائے لیکن اس کی نافرمانی کی گئی۔

vi- جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی تاکید کے مطابق آپ کی دعوت کو قبول کیا ان کو حقیر گردانا گیا اور ان پر ظلم اور زیادتی کو روا رکھا گیا۔ ان کے حقوق کو برملا تلف کیا گیا اور پھر بالآخر انہیں سرکاری طور پر اقلیت قرار دیا گیا۔

vii- آپ کی مخالفت کے جوش میں خدا تعالیٰ کی راہوں سے کھلی بغاوت اور سرکشی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں سے اللہ اور رسول کے ناموں کو بالجبر مٹایا گیا۔ اللہ اور رسول کا نام لینے کے جرم میں احمدیوں کو سزاؤں کا مستحق گردانا گیا۔ انہیں اللہ کی عبادت سے روکا گیا اور اس بغاوت اور سرکشی کو قانونی تحفظ مہیا کیا گیا۔

عذاب سے پہلے خبر:

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ بشیر اور نذیر ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ نے فرمایا:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔''

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 665)

اس الٰہی پروگرام کے تابع آپ کو ان زور آور حملوں سے اطلاع بھی دی گئی۔ جن سے اللہ کو آپ کی سچائی کا اظہار مقصود تھا۔ اس میں جہاں طاعون، زلزلے، جنگیں اور ہلاکتیں شامل تھیں وہیں سیلاب بھی تھے۔ جیسا کہ جولائی 1906ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا:

''دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا۔''

(تذکرہ صفحہ538)

پھر اگست 1906ء میں الہام ہوا:

''صحن میں ندیاں چلیں گی۔'' (تذکرہ صفحہ564)

آپ نے اپنے کلام میں بھی اس خبر کو دہرایا۔ دو حوالے درج ذیل ہیں:

i- مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 269)

ii- ؎

زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ637)

اس شعر میں زلزلے کے بعد سیلاب کے آنے کا اشارہ خوب واضح ہے۔ تقریباً ساٹھ سال پہلے 1952ء میں جماعت کے دوسرے امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ایک بار پھر خبر دی گئی کہ ''سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا۔''

(الفضل 29/مارچ1951ء)

اس الہام کی وضاحت میں آپ نے فرمایا:

''اس الہام سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بڑا نشان یا ایسے کئی نشانات ظاہر ہوں گے جو دریائے سندھ کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں میں عمومیت کے ساتھ وسیع اثر ڈالیں گے۔ جس کے معنی یہ بھی بنتے ہیں شمالی اور جنوبی سندھ یا بلوچستان تک ان کا اثر جائے گا اور ادھر دریائے سندھ کے اس پار بھی یعنی ڈیرہ غازی خان، میانوالی کیمل پور اور صوبہ سرحد کے علاقوں تک اس کا اثر جائے گا یا ان علاقوں میں سے اکثر حصہ میں ان کا اثر پڑے گا۔ دونوں طرف سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ خدانخواستہ اس سے کسی طوفان کی طرف اشارہ نہ ہو کیونکہ بظاہر دونوں طرف ظاہر ہونے والا نشان دریا کی طغیانی معلوم ہوتی ہے۔''

(رویأ وکشوف سیدنا محمود الہام نمبر 528 صفحہ 455)

عذابِ الٰہی کی اقسام:

عذاب الٰہی کئی طرح نازل ہوتے رہے ہیں۔ ایک وہ جن میں تمام کے تمام انکاری اور تمسخر کرنے والے ایک ہی بار اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ دوسرے وہ جن کا سلسلہ طویل ہوا ہے اور یہ شکلیں بدل بدل کر نہ ماننے والوں کو ڈراتے رہے ہیں۔ اس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یوں ہے:

''حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں۔ جوئیں برسیں، مینڈکیں برسیں، خون برسا اور عام قحط پڑا...... تمام مصریوں کے پلوٹھے بچے مارے گئے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن صفحہ165-166)

حضرت عیسیٰ ؑ کی تکذیب کرنے اور آپ کو صلیب سے قتل کرنے کی کوشش کرنے والے یہودیوں پر اول بار چالیس برس بعد طیطوس رومی کے ہاتھوں عذاب آیا جس میں ہزار ہا یہودی قتل کئے گئے۔ اور طاعون بھی پڑی پھر بخت نصر کے ہاتھوں وہ عذاب کا شکار ہوئے۔ اور اس صدی میں ان پر یہ عذاب پھر دہرایا گیا۔

عذاب الٰہی میں تدریج:

بار بار آنے والے عذابوں کا ایک پہلو ان کا ہر بار پہلے سے بڑھ کر ہونا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (السجدہ:22)

ترجمہ: اور ہم یقیناً بڑے عذاب سے ورے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے تاکہ ہو سکے تو وہ (ہدایت کی طرف) لوٹ آئیں۔

سیلاب سے تباہیاں نئی نہیں لیکن بتدریج یہ تباہی بڑھ رہی ہے۔ 1973ء میں جب بڑے سیلاب آئے تو ان کے بارے میں شورش کشمیری نے اپنے رسالہ چٹان میں لکھا:

''سیلاب نے آدھے سے زیادہ پنجاب کو تاراج کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سیلاب کے ہاتھوں اتنی بڑی تباہی پچھلی نصف صدی میں دیکھی نہ سنی....... ہزاروں دیہات ڈوب گئے۔ کئی ہزار انسان لقمہ اجل ہو گئے۔ کروڑوں روپے کی املاک تباہ ہو گئیں.... املاک کی تباہی کا تعین ناممکن ہے جو اسی قیامت صغریٰ کا بدیہی نتیجہ ہے''۔

(بحوالہ لاہور 30/ اگست1976ء)

پھر 1975ء میں طوفانی بارشیں اور خطرناک سیلاب آئے تو اخباروں نے لکھا:

''سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حالیہ سیلاب سے اب تک دس ہزار کے قریب دیہات متاثر ہوئے ہیں جبکہ 1973ء میں 6,632 دیہات متاثر ہوئے تھے حالیہ سیلاب سے متاثرین کی تعداد پچاس لاکھ سے بھی زائد ہے جبکہ 1975ء میں اٹھارہ لاکھ افراد متاثر ہوئے تھے۔''

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور20/ اگست1976ء)

ہفت روزہ المنبر نے اس سیلاب کو عذاب خداوندی لکھا اور یہ بھی کہ ''ہماری اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہوگی کہ ہم عذاب کو عذاب نہیں سمجھ رہے۔''

(المنبر لائلپور26/ اگست1976ء)

ہفت روزہ چٹان نے اعتراف کیا:

''یہ صحیح ہے کہ اب کے بارش نے سب ریکارڈ مات کر دیئے''۔ (ہفت روزہ چٹان16/ اگست1976ء)

South Asia Flood (SAF) اور International Disaster Database کی رپورٹس کے مطابق پاکستان میں 1977ء میں سیلاب سے 848 افراد ہلاک ہوئے اور 17 بلین روپے کا نقصان ہوا۔ 1992ء میں سیلاب سے 1,334 افراد ہلاک ہوئے، 50 بلین روپے کا نقصان اور ایک کروڑ کے قریب افراد متاثر ہوئے۔ 2005ء میں سیلاب سے متاثرین کی تعداد 70 لاکھ رہی۔ لیکن اس سال زلزلہ بھی آیا۔ اور 2010ء کی سیلابی تباہی گزشتہ تمام تباہیوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔

ائمۃ الکفر کی باری؟

اللہ کے مامورین سے ٹکرانے والے بڑے مخالفین کا انجام دو طرح سے ہوتا آیا ہے۔ کچھ جلد اور ان انبیاء کے سامنے اپنے بد انجام کو پہنچ جاتے ہیں۔ فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ہوئی۔ غزوہ بدر میں بڑے بڑے کفار مکہ کھیت رہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض نامی مخالف آپ کی زندگی میں ناکام رہ کر فوت ہو گئے۔ دین حق کے دشمن پنڈت لیکھرام ہندوستان میں اور الیگزینڈر ڈوئی امریکہ میں آپ کی پیشگوئیوں کے تحت ہلاک ہوئے۔ انجام آتھم میں آپ نے 52 مخالفین کو دعوت مباہلہ دی۔ دس سال بعد 1907ء میں حقیقۃ الوحی میں آپ نے ذکر فرمایا کہ ان میں سے اب صرف 20 زندہ ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی دراز کر دیتا ہے مثلاً جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے قتل کرنا چاہا وہ سب بچ گئے اور پہلا عذاب اس واقعہ کے چالیس سال بعد ان کی اولادوں پر آیا جب طیطوس رومی کے ہاتھوں یہودی قتل ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارے میں یہ اصول بیان فرمایا ہے:

'سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 166)

احمدی متاثرین؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوح ؑ کا طوفان سب پر پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد و عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح ؑ کا دعویٰ اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفّار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا اور مسلمان شہید کہلایا''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 194 جدید ایڈیشن)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بہت ہی جامع ہے اور جیسا کہ اس سے ظاہر ہے ایسی آفات و مصائب اور قہر الٰہی کے نزول کے مواقع پر دلوں میں اٹھنے والے کئی ایک وساوس کا جواب اس میں موجود ہے۔

ایمان لانے والے نمایاں طور پر عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ ہاں کسی قدر نقصان ان کا بھی ہو سکتا ہے جس کی غرض ان کی تمحیص و تزکیہ اور ان کے درجات کی بلندی ہوتا ہے۔ ان جنگوں میں جو کفار مکہ پر بطور عذاب تھیں اور جن میں بڑے بڑے مخالف لقمۂ اجل ہو گئے وہاں کئی مومن بھی شہید و زخمی ہوئے اور اس سے جہاں انہیں شہادت کا مقام عطا ہوا وہیں ان کی ان اعلیٰ نیکیوں کا بھی اظہار ہوا جو ان حالات میں ہی ممکن تھیں۔

اسی طرح وہ سیلاب جس سے اخبار جنگ 2/ ستمبر 2010ء کے ایک مضمون کے مطابق ملک کے 79 اضلاع متاثر ہوئے ان میں سے صرف سات اضلاع میں قریباً 500 سے زائد احمدی گھرانوں کو بھی اس آزمائش سے گزرنا پڑا جس کے نتیجہ میں درج ذیل مثبت پہلو کھل کر اجاگر ہوئے:

1۔ کسی احمدی کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

2۔ بیشتر مقامات پر قیمتی سامان اور جانوروں کی حفاظت کا انتظام بروقت ہو گیا۔ اس میں بھی یہ بات نمایاں طور پر سامنے آئی کہ جن احمدیوں نے مرکز اور نظام جماعت کی ہدایات کی فوری تعمیل کی اور کسی قسم کے پس و پیش سے کام نہیں لیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا دوسروں کے مقابلہ میں بہت کم نقصان ہوا۔

3۔ تمام احمدی متاثرین بہ حفاظت اپنے دیگر احمدی

بھائیوں یا رشتہ داروں کے پاس یا ربوہ منتقل ہو گئے جہاں ان کی ضروریات کا خیال رکھا گیا۔

4۔ڈیرہ غازی خان ضلع میں مکمل طور پر پانی کی نظر ہو جانے والی آبادیوں بستی رنداں اور بستی سہرانی میں جماعت کی مساجد اور مربی ہاؤس کی عمارتیں قائم رہیں جن میں افراد اور سامان کی منتقلی ہوئی۔ضلع راجن پور کی بستی عزیز آباد کے رہنے والے احمدی محفوظ رہے جبکہ سیلابی ریلے نے اردگرد کافی تباہی مچائی۔

5۔اپنے متاثر بھائیوں کی ہرطرح دیکھ بھال کے لئے نظام جماعت متحرک رہا۔ پانی سے گھری ہوئی خطرناک جگہوں پر بھی احمدی نوجوان ڈیوٹیاں دیتے رہے جبکہ ان کے لئے کشتیوں کے ذریعہ خوراک کا انتظام کیا گیا۔

عذاب سے بچنے کی قرآنی راہ:

قرآن کریم میں بطور اصول فرمایا گیا ہے کہ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ(الانفال:34)

ترجمہ: اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں سزا دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔

یعنی گناہوں کی معافی چاہنا اور غلط کاموں کو چھوڑ کر راہ راست پر چلنا عذاب کو ٹال دیتا ہے۔

وہ طبعی قوانین جنہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر حوادث کا باعث کرتی ہے وہ استغفار کرنے والوں کے لئے خیر و برکت کا سامان ہو جاتے ہیں۔یہی وہ بات تھی جو حضرت نوحؑ اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔(نوح:11-13)

ترجمہ: پس مَیں نے کہا اپنے ربّ سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔وہ تم پر لگاتار برسنے والا بادل بھیجے گا اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے لئے باغات بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔

یعنی اگر وہ ایمان لاتے تو وہی بارش جس نے انہیں ڈبویا ان کی ترقی اور خوشحالی کی نوید ہوتی۔

پس خدا کے فرستادہ کا انکار نہ کرنا اور اس پر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانا ہی وہ راستہ ہے جو عذاب کو انعام میں بدلتا ہے۔اسی راہ کی طرف اس زمانے میں خدا کے فرستادہ نے توجہ دلائی آپ نے جہاں سیلاب کا انذار فرمایا وہیں اس سے بچنے کی یہ راہ بھی بتائی۔

ہے سر رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ637)

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے ہمرنگ یہ حکم دیا:وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد20،صفحہ 6 اور9)

آپؑ نے جب کتاب ''کشتی نوح'' تحریر فرمائی تو اس کے سرورق پر یہ الہام درج فرمایا اور اس کتاب میں قرآن و سنت کی بیان فرمودہ اس تعلیم کو دہرایا جو ماننے اور عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کا وارث کرسکتی ہے۔

اس کشتی نوح کے سرورق پر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی درج فرمائی جو اس باب میں گویا حرف آخر ہے کہ:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ(النسآء:148)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

تنزانیہ کے ڈڈوماریجن میں نانے نانے(Nane Nane) کے نمائشی میلہ میں

جماعت احمدیہ کا سٹال

(رپورٹ:میاں غلام مرتضیٰ ۔مبلغ سلسلہ)

تنزانیہ میں موانزہ، مارہ اور شیانگا کے علاقہ کے لوگ جب اپنی فصل کاٹتے ہیں تو اگست کے مہینہ میں ہر ریجن کے لوگ مختلف مقامات پر اکٹھے ہو کر ایک خوشی کا دن مناتے ہیں۔ 1993ء سے گورنمنٹ نے اس خوشی کے دن کو منانے کے لئے 8؍اگست کا دن مقرر کیا اور اس کو نانے نانے (Nane Nane) کا نام دیا یعنی آٹھ تاریخ اور آٹھواں مہینہ۔ اس دن کو منانے کے لئے ہر ریجن میں مخصوص مقامات مقرر کئے گئے ہیں۔ ان مقامات پر زراعت کے حوالہ سے جو ترقی دنیا میں ہو رہی ہے اس کی خصوصی طور پر نمائش کی جاتی ہے اور عوام الناس کو جدید زرعی طریقوں سے روشناس کروایا جاتا ہے۔اس مقصد کے لئے گورنمنٹ نے Taso یعنی تنزانیہ ایگریکلچرل سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ وزارت زراعت کے تحت قائم کیا ہے جو ہر سال پورے ملک میں اس نمائشی میلے کا اہتمام کرتا ہے۔

اس نمائشی میلہ میں دوسری کمپنیوں کو بھی اپنے اسٹال لگانے کی دعوت دی جاتی ہے۔

امسال اس نمائش میں 329 ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں نے شرکت کی۔یہ نمائش یکم اگست سے 8؍اگست تک رہتی ہے۔

احمدیہ بکسٹال

ان تمام سٹالز میں واحد دینی سٹال احمدیہ مسلم جماعت کا تھا۔اس کے لئے باقاعدہ ایک دوکان کرایہ پر لی گئی جو بالکل مین گیٹ کے پاس تھی۔اس دوکان پر جماعتی بینرز لگا کر باہر سے بھی خوبصورت بنایا گیا۔اس اسٹال پر بہت سی کتب مرکز سے آئیں جن کی نمائش کی گئی خاص طور پر سواحیلی ترجمہ قرآن کریم،نماز اور دعائیہ کتب تھیں۔ سواحیلی قرآن کریم خاص طور پر لوگوں نے خریدا۔ بہت سے لوگ اسٹال میں آتے اور کتابوں کا مشاہدہ کرتے۔

جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک خصوصی پمفلٹ تیار کیا گیا جس کو روزانہ آنے والے زائرین میں تقسیم کیا گیا۔اس کے علاوہ ہر اسٹال پر جا کر یہ پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ اس طرح پانچ ہزار سے زائد یہ پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔

اس نمائش سینٹر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک نماز سینٹر قائم کیا گیا جہاں پر وضو کے لئے جگہ بھی بنائی گئی ۔مسلمانوں کی اکثریت اس سینٹر میں آکر نماز پڑھتی رہی۔نماز فجر سے لے کر سارا دن قرآن کریم کی تلاوت لاؤڈ سپیکر پر لگائی جاتی رہی۔اس نمائش میں آنے والی اہم شخصیات میں صدر تنزانیہ اور بعض وزراء۔ممبر پارلیمنٹ اور بعض سفارتکار شامل تھے۔

اس میلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے بہت مواقع ملے۔ بہت سے لوگوں کو جماعت کا ایڈریس بھی دیا گیا۔اس موقع پر 6,47470شلنگ کی کتب فروخت کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور بہترین پھلوں سے نوازے۔(آمین)

ہالینڈ میں اسلام کے متعلق تعارفی نشست

(رپورٹ:محمود الطاف ۔ہالینڈ)

مورخہ 28 اکتوبر 2010ء ہالینڈ کے شہر Hoofddorp میں، جو ایمسٹرڈیم سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے،جماعت احمدیہ ہالینڈ کے زیر اہتمام ہوٹل De Beurs میں شام سات بجے سے رات ساڑھے نو بجے تک اسلام کے تعارف کے لئے ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔

اس پروگرام کی تیاری کے سلسلہ میں دو ہفتے قبل اس شہر میں 6500 فولڈرز اور دعوت نامے گھروں میں تقسیم کئے گئے ۔ویب سائٹ پر بھی اس پروگرام کی پبلسٹی کی گئی۔

پروگرام کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا ۔اس کے بعد مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ سلسلہ ہالینڈ نے تعارفی تقریر کی جس میں اسلام میں عورت کا مقام ، جہاد،اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب سے زندہ اترنا اور کشمیر کی طرف ہجرت اور سرینگر میں اُن کی قبر کے بارہ میں تفصیل سے بتایا گیا۔

اس کے بعد سوال وجواب کا سیشن شروع ہوا۔سوالوں کے جواب مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ اور مکرم عثمان بدولہ صاحب ریجنل امیر ایمسٹرڈیم نے دیئے۔

اس پروگرام میں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 22 مہمان، جن میں ڈچ ،مراکش اور سرینامی احباب شامل تھے تشریف لائے۔کونسل Haarlemm-ermeer کے ایک ممبر نے بھی اس میں شرکت کی ۔

مسلمان خواتین کے بارہ میں عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ مسلمان ان کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتے ،لیکن الحمدللہ، لجنہ اماء اللہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ اسلام کی خدمت کرتی ہیں ،ہماری اس مجلس میں بھی لجنہ کی دو ممبرات شامل تھیں ۔انہوں نے لجنہ کی تنظیم کا تعارف کروایا ،اور لجنہ کے زیر اہتمام لائبریریوں میں قرآن کریم کی نمائش اور لیکچرز کے بارہ میں بتایا۔مہمانوں نے ان سے سوالات بھی کئے جن کے انہوں نے جوابات دیئے جس کا مہمانوں پر اچھا اثر پڑا۔

پروگرام کے آخر میں مہمانوں کی خدمت میں چائے،کافی اور لوازمات پیش کئے گئے۔اس دوران بھی مہمانوں نے دلچسپی سے سوالات کئے۔ایک GuestBook رکھی گئی تھی جس پر مہمانوں نے اپنے اچھے تاثرات لکھے۔تمام مہمانوں کو جماعتی لٹریچر دیا گیا۔

ایم ٹی اے کے لئے اس پروگرام کی ریکارڈنگ کی گئی۔

اس پروگرام کے بارہ میں ایک تفصیلی آرٹیکل شائع کروایا گیا۔

دعا ہے خدا تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور احسن رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمین)

جماعت احمدیہ ناروے کی ہولمیا جماعت میں عید ملن پارٹی کا انعقاد

(رپورٹ: تنویر احمد ضیاء ۔ہولمیا۔ ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے نارویجین معاشرہ کی اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے ہر دم تگ ودو میں مصروف رہتی ہے۔اسی سلسلہ میں 2010ء کی عیدالفطر کی عید ملن پارٹی کا انعقاد لوکل جماعت احمدیہ ہولملیا نے 22 ستمبر کو ایک ہال میں کیا۔جس میں کل 90 افراد نے شرکت کی جس میں 42 مختلف مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوئے۔ اِن میں وائس پریذیڈنٹ نارویجین پارلیمنٹ ،کونٹی کی میئر Edvn Ildri اور شعبہ تھیٹر کے ڈائریکٹر جناب Tornbek Sven ، کالج کی پرنسپل Urdal EliseMari شامل تھے۔نیشنل امیر مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب کی زیر صدارت منعقدہ تقریب میں مقامی سکرٹری تبلیغ سید منصور احمد شاہ صاحب نے مہمانانِ گرامی کو خوش آمدید کہا ۔پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔سید منصور احمد شاہ صاحب نے مکرم عاصم ملک صاحب کی معاونت سے سلائڈز پر عیدالفطر کے تہوار کی وجہ تسمیہ اور ماہِ رمضان کے بارے میں حاضرین کو بتایا۔اسی طرح جماعت احمدیہ کے تعارف کے دوران بتایا گیا کہ جماعت امن،محبت اور مذہبی رواداری پر ایمان رکھتی ہے۔

اپنے عقائد کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کو بھی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتی ہے۔اس موقع پر جماعتی کتب کا اسٹال لگایا گیا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ خلفائے احمدیت کی تصاویر آویزاں کی گئیں تھیں۔کھانے کے بعد بعض مہمانوں نے تقریب سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔ مہمانوں نے سٹال سے کچھ پمفلٹس حاصل کئے اور کتابوں کے بارے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔شکریہ

(مینجر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین اور غیرت الٰہی کے عبرتناک نظارے

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

(پانچویں قسط)

دوسری مثال

عبدالقادر ساکن طالب پور پنڈوری کا حشر

دوسرا شخص جو اپنی ہلاکت سے آپ کے صدق پر مہر تصدیق ثبت کر گیا، وہ طالب پور پنڈوری، ضلع گورداسپور، کا رہنے والا ایک اَور بدنصیب عبدالقادر نامی تھا۔ اس کی دشمنی بھی حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ساتھ اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ وہ ہر وقت آپ کے خلاف بدزبانی کرتا اور برے برے القابات سے آپ کو یاد کرتا رہتا تھا۔ پھر وہ اپنے ہی ساختہ پرداختہ کی سزا پا کر کس طرح بڑی ذلت کے ساتھ طاعونی موت مر کر اس دنیا سے رخصت ہوا، اسے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا، اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا۔ تب وہ اس درخواست کے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اِس جہان سے انتقال کر گیا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ 'ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا۔ پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی، تب اس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعداللہ لدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں''۔

پھر نہایت افسوس کے رنگ میں فرمایا:

''افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رو سے حد قذف کے لائق ٹھیرتے ہیں، پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اِس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بدزبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اس بھی آگے بڑھ جاتا ہے''

پھر عبدالقادر پنڈوری والے کی شعری اور ادبی اغلاط سے بھری ہوئی نظم کے چند اشعار بطور نمونہ درج کرنے کے بعد اس کی نظم کے آخری دعائیہ شعر:

یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا:

''جیسا کہ اِن شعروں کے مصنف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے، ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے اس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اَور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے۔ ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا''

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد22۔ صفحہ 482تا 484)

تیسری مثال

محمد جان المعروف محمد ابوالحسن کی ہلاکت

تیسرا شخص جس نے احمدیت کی دشمنی میں آ کر اپنی مَوت کو خود دعوت دی، وہ پنج گرائیں، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا محمد جان المعروف محمد ابوالحسن نامی ایک عالم دین تھا۔ اس کی شوخی اور بے حیائی کا یہ حال تھا کہ اس نے ''بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے کئی مقامات پر کاذب کے لئے موت کی دعا کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی نسبت بہت ہی گندے اور طعن و تشنیع سے بھرے ہوئے اشعار لکھے۔ مثلاً:

پنجابی میں کہی گئی اس کی ایک نظم کا ایک شعر یہ تھا:

'توبہ کر جلدی اے ملحد موت نیڑے ہے آئی
اجکل مر دُنیا تو غافل ہونا ہے تو راہی'

ایک دوسرے شعر میں اس نے لکھا:

'نبیاں تائیں اِس متنبّی لائیاں بڑیاں سلاں
دوجے حصے اندر ویکھیں میریاں اس دیاں گلاں'

دراصل وہ اس کتاب کا ایک دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرنا چاہتا تھا جس کا اس نے یہاں ذکر کیا ہے مگر اِس دوسرے حصہ کا لکھنا اسے نصیب ہی نہ ہوا اور وہ اس سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

پھر سب سے بڑی شرارت اس نے یہ کی کہ اس نے ایک بیہودہ نظم کی صورت میں حضرت اقدسؑ کے بارہ میں آپ کی فرضی مَوت کا سیاپا لکھا جس کے اشعار کچھ اس قسم کے تھے:

مرزا مویا خوشیاں مینوں راتیں نیند نہ آئی، مرزا گذر گیا
مرزا مویا بیشک جانو مَیں ہن نصرت پائی، مرزا گذر گیا

مگر اس نے نصرت کیا پائی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابھی اپنی دوسری کتاب شروع بھی نہ کرنے پایا تھا کہ طاعونی مَوت نے اسے آ لیا اور پھر وہ پورے انیس دن تک طاعون میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس شخص نے اپنے انہی شعروں میں ایک شعر اس مضمون کا بھی لکھا تھا کہ مرزا نے طاعون کے پھیلنے کی خبر دی تھی مگر وہ بھی ظہور میں نہ آئی۔ لیکن خدائے غیور نے اس پر ایسی طاعونی مَوت وارد فرمائی کہ نہ صرف اسے بلکہ ایک دنیا کو دکھا دیا کہ طاعون کسے کہتے ہیں۔ یعنی ایک دن نہیں، دو دن نہیں، پورے انیس دن وہ طاعون میں تڑپتا، چلّاتا اور کراہتا رہا اور اس طرح بڑی دردناک حالت میں مرا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں اس قسم کی متعدد مثالیں دینے کے بعد بالآخر بڑے درد کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے پڑھنے والے اس کتاب کے، خدا سے ڈر اور ایک دفعہ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھول دے اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو''

(بحوالہ ''حقیقۃ الوحی''، روحانی خزائن، جلد22، صفحہ598-599)

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

جماعت احمدیہ مالٹا (Malta) کی مساعی کا مختصر تذکرہ

(لئیق احمد عاطف مبلغ سلسلہ مالٹا)

گزشتہ کچھ عرصہ میں جماعت احمدیہ مالٹا کو درج ذیل خدمات دینیہ کی توفیق ملی۔

☆ امریکہ میں "Dove Outreach Centre" چرچ کی طرف سے قرآن کریم جلانے کے مذموم ارادہ کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں انگریزی اخبار ''دی ٹائمز'' کو ایک تفصیلی مضمون ارسال کیا گیا۔ اس مذموم کوشش کی تفصیلات، اس کی مذمت، کتب مقدسہ کی عزت و تکریم اور قیام امن کے لئے برداشت اور بین المذاہب ہم آہنگی کی ضرورت پر مشتمل ایک پریس ریلیز تیار کر کے تمام پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو ارسال کی گئی۔ اس رپورٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات شامل کئے گئے۔ ایک ٹی وی چینل نے اس واقعہ سے متعلق جماعتی بیان ریکارڈ کیا اور اسے 8ر ستمبر کے خبرنامہ میں نشر کیا۔

☆ مالٹا کی اہم شخصیات کو جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی جن میں صدر مملکت مالٹا مکرم ڈاکٹر جارج ابیلا (Dr. George Abella) صاحب، مالٹا کے وزیر اعظم مکرم ڈاکٹر لارینس گونزی (Dr. Lawrence Gonzi) صاحب، وزیر برائے وسائل اور دیہی امور مکرم جارج پولی چینو (George Pullicino) صاحب، مکرم ڈاکٹر ادریان وسالو (Dr. Adrian Vassallo) صاحب ممبر آف پارلیمنٹ، مکرمہ انتونیت وسالو (Mrs. Antoinette Vassallo) صاحبہ میئر آف Ta'Xbiex، شہر (جہاں جماعتی سینٹر واقع ہے) شامل ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں اخبارات میں مضامین لکھنے کا سلسلہ بھی جاری ہے اور دورانِ سال رونما ہونے والے اہم واقعات پر لکھنے کی توفیق ملی جن میں مذہب کے نام پر خون، مذہبی منافرت و تشدد کی تاریخ، پردہ ایک بنیادی انسانی حق، روزہ مذاہب میں قدر مشترک، امن و انصاف، غربت اور خدمت انسانیت اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں جیسے عناوین شامل ہیں۔

دوران سال جماعت احمدیہ سے متعلق کل **35** مضامین، خبریں، پریس ریلیز ز اور فیچرز مختلف انگریزی و مالٹی اخبارات میں شائع ہوئے، جن کے ذریعے لاکھوں لوگوں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اخبارات میں مضامین کے سلسلہ میں یہ بات بھی مدنظر رکھی جاتی ہے کہ مختلف اخبارات میں مضامین ارسال کئے جائیں تا کہ مختلف اخبارات کے پڑھنے والوں تک صحیح اسلامی تعلیمات پہنچ سکیں۔

☆ مالٹا میں جماعت کی خدمت انسانیت بھی تبلیغ کا ایک مفید اور کارآمد ذریعہ ثابت ہو رہی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ میں جماعت کی طرف سے خدمت خلق کے چار پروگرام ترتیب دیئے گئے جن میں بعض فلاحی تنظیموں کو عطیات دیئے گئے نیز ریفیو جی کیمپ میں خوراک کے پیکٹس تقسیم کئے گئے۔ ان تمام عطیات کی تفصیلات مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں۔ نیز مؤرخہ 18 ستمبر کو معذور افراد کیلئے قائم فلاحی ادارہ Dar tal-Providenza کو خوراک کے پیکٹس بطور عطیہ دیئے گئے جس کی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے کوریج بھی کی اور دو ٹی چینلوں نے اس خبر کو متعدد بار نشر کیا اور خصوصی طور پر رات کے خبرنامہ میں بھی شامل کیا۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال اپنے دورہ جرمنی میں انصاراللہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ ماحولیات کے بارہ میں آج کل یورپ میں بڑا چرچا ہے اس لئے اگر ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لئے درخت لگانے کا پروگرام بنائیں تو یہ بھی جماعتی تعارف کا باعث ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں مؤرخہ 13 ستمبر کو مالٹا جماعت نے "Salina National Park" میں ایک "Tree Planting Event" کا انعقاد کیا اور تیس (30) درخت لگائے گئے، ہر درخت کے ساتھ ایک یادگاری Name plate بھی آویزاں کی گئی جس پر جماعت احمدیہ کا نام اور ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' اور مالٹا جماعت کی ویب سائیٹ کا ایڈریس درج کیا گیا۔

اس تقریب میں مکرم عزت مآب جارج پولی چینو (George Pullicino) صاحب وزیر برائے 'وسائل و دیہی امور' نے خصوصی طور پر شرکت کی اور اپنے سیکرٹری کو ہدایات دیں کہ ان تمام درختوں کے سامنے ایک بڑی یادگاری تختی بھی آویزاں کریں جس پر خصوصی طور پر لکھیں کہ یہ پودے جماعت احمدیہ کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔ اس تقریب کی پریس ریلیز مع تصاویر منسٹری آف انفارمیشن کی ویب سائٹ پر جاری کی گئی۔ اسی مناسبت سے دو اخبارات میں مضامین بھی لکھے گئے۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت ارشادات کی تعمیل میں ہونے والی اس منعقدہ تقریب کے ذریعے ہزاروں لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا اور آئندہ جو بھی اس پارک میں آئیں گے یقیناً انہیں بھی جماعت کے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

تمام قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان عاجزانہ کوششوں کے مثمر بثمرات حسنہ عطا فرمائے اور لوگوں کے دل اسلام احمدیت کی قبولیت کے لئے کشادہ فرمائے۔

✿✿✿✿✿✿

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 نومبر 2008ء میں مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب صاحب کا ایک مضمون بابت سیرۃ حضرت عائشہ صدیقہؓ شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں آپؓ کی سیرۃ پر ایک مضمون 3 مئی 2002ء کے شمارہ کے اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔

نام عائشہ، لقب صدیقہ، کنیت ام عبداللہ، والدہ زینب کنیت ام رومان۔ بعثت نبوی کے چوتھے سال ماہ شوال میں پیدا ہوئیں۔ مکی زندگی میں ہی آپؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ سے ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح بھی آنحضرت ﷺ سے خاص خدائی تجویز کے ماتحت وقوع میں آیا تھا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ نکاح سے قبل آنحضرت ﷺ نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے سامنے ایک ریشمی کپڑا پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہے آپؐ اسے کھولتے ہیں تو اس میں حضرت عائشہ کی تصویر پاتے ہیں۔

شوال 2 ہجری میں رخصتانہ عمل میں آیا۔ اس رخصتی سے عرب کی دو جاہلانہ رسوم کا خاتمہ ہوا۔ ایک یہ کہ عرب اپنے منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی نہیں کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے۔ اس لئے کہ زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون کی وبا پھیلی تھی۔

خدمات

غزوہ اُحد میں آپؓ پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ بنومصطلق 5 ہجری میں بھی آپ شریک تھیں۔ آنحضرت ﷺ مرض الموت میں کم و بیش 13 دن علیل رہے اور ان میں سے 8 دن حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام پذیر رہے۔ وصال بھی آپؓ کے حجرہ میں ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔ وفات سے ذرا پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اُس وقت آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے جسم کا سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے نگاہ اٹھا کر مسواک کی طرف دیکھا تو حضرت عائشہؓ منشاء سمجھ گئیں اور آپؓ نے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کر کے آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں صرف مجھے ہی یہ شرف حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپؐ نے منہ سے لگایا۔ آنحضور ﷺ کی رحلت کے 48 سال بعد آپؓ نے رمضان 58 ہجری میں بعمر 68 سال وفات پائی اور اپنی وصیت کے موافق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

سیرت و کردار

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جب بھی کوئی مشکل پیش آئی ہمیں عائشہؓ سے اس کی معلومات ضرور ملیں۔ اسلامی تاریخ کے اہم واقعات مثلاً آغاز وحی کیفیت، واقعات ہجرت، غزوات کے حالات، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات آپؓ ہی سے منقول ہیں۔ ادبی لحاظ سے آپؓ نہایت شیریں بیان تھیں۔ احادیث نبویؐ بیان کرنے میں آپؓ تیسرے نمبر پر ہیں۔ آپؓ کی تعداد روایات 2210 ہے۔ فن درایت میں بھی حضرت عائشہؓ کی علمی حیثیت مسلمہ تھی۔

کسی نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آنحضور ﷺ بیٹھ کر نفل نماز پڑھتے تھے؟۔ جواب میں فرمایا ’’حین حطمہ الناس‘‘ یعنی یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپؐ کو توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہوگئے تھے۔ ایک یہ سوال اٹھا کہ جب نماز کی رکعات میں اضافہ ہوا تو نماز مغرب میں اضافہ کیوں نہیں ہوا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ’’مغرب میں اضافہ نہ ہوا۔ کیونکہ وہ دن کا وتر ہے‘‘۔ جب یہ خیال ذہنوں میں ابھرا کہ نماز فجر میں رکعتوں کی تعداد زیادہ کیوں نہیں ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیونکہ فجر کی دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں تلاوت ہوتی ہیں۔

جن نمازوں میں چار رکعتیں ہیں، قصر کی حالت میں ان کی صرف دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بیان کرتی ہیں کہ مکہ میں دو رکعت نماز فرض تھی۔ ہجرت کے بعد چار فرض کی گئیں اور سفر کی نماز اپنی حالت پر چھوڑ دی گئی۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔ اکثر صحابہؓ اس کو دائمی حکم خیال کرنے لگے۔ حضرت عائشہؓ اسے وقتی حکم بیان کرتی ہیں کیونکہ اُس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے۔ اس لئے اُن کو بھی گوشت مل جائے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

اخلاق و عادات

حضرت عائشہؓ کے اخلاق و عادات میں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کا عکس نمایاں تھا۔ ایک مرتبہ آپؓ کے پاس ایک سائل آیا تو آپؓ نے انہیں روٹی کا ٹکڑا دیدیا۔ پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو آپؓ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا۔ کسی نے اس تفریق پر اعتراض کیا تو آپؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ ہر آدمی سے اس کے درجہ کے مطابق سلوک کرو۔

آپؓ توکل علی اللہ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ ایک دن آپؓ روزہ سے تھیں۔ گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا کہ کسی مسکین نے سوال کیا۔ آپؓ نے لونڈی سے کہا: وہ روٹی اسے دیدو۔ لونڈی نے کہا: روزہ کیسے افطار ہوگا؟ فرمایا تم اسے دیدو۔ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوادیا۔ لونڈی کو بلایا اور کہا: لے کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے آپؓ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو سورج غروب ہونے سے قبل سب خیرات کردیئے اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا پہلے کیوں نہیں یاد دلایا۔

ایثار و قربانی کا یہ حال تھا کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے اپنے لئے درخواست کی تو فوراً دیدی اور فرمایا ’’میں نے خود اپنے لئے اس جگہ کو محفوظ رکھا تھا۔ لیکن آج میں اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں‘‘۔

مدینہ میں ایک وہ زمانہ تھا کہ دلہن کو معمولی جوڑا بھی میسر نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک کُرتی تھی۔ شادی بیاہ کے موقعہ پر جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔

واقعہ افک

واقعہ افک شعبان 5 ہجری بموقعہ غزوہ بنو مصطلق پیش آیا جس میں منافقین نے نہایت شدومد سے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اس واقعہ کے بارہ میں جان کر رونے لگ گئی اور ساری رات میرے آنسو نہیں تھمے اور نہ میں سو سکی۔ جب صبح ہوئی تو اس وقت بھی میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

حضرت سرور کائنات ﷺ نے اس واقعہ افک کے بارہ میں جب شہادتیں لیں تو وہ بھی آپؓ کے اعلیٰ کردار کی آئینہ دار ہیں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے گواہی دی ’’خدا کی قسم! ہم تو عائشہ کے متعلق سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتے‘‘۔ بریرہ خادمہ نے شہادت دی: خدا کی قسم! میں نے اپنی بی بی میں کوئی بری بات نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ خوردسالی کی وجہ سے وہ قدرے لاپرواہ ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آٹا گوندھا ہوا کھلا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ حضرت زینبؓ بن جحش اور حضرت عائشہؓ میں نوک جھونک کا سلسلہ بھی چلا کرتا تھا۔ اُن کا بیان تھا: یارسول اللہ! میں تو عائشہ کو ایک نیک اور متقی عورت سمجھتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب وحی کے ذریعہ خدا نے میری بریت ظاہر فرمائی تو آنحضور ﷺ نے تبسم کے ساتھ یہ نوید سنائی۔ اس پر میری والدہ بے اختیار ہوکر بولیں: عائشہ! اٹھو اور رسول اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ اس وقت میرا دل شکر الٰہی سے لبریز تھا۔ میں نے کہا: میں کیوں آپؐ کا شکریہ ادا کروں، میں تو صرف اپنے ربّ کی شکرگزار ہوں جس نے میری بریت ظاہر فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی ذات گرامی میں عفو و درگزر کا خلق بھی خوب تھا۔ واقعہ افک میں منافقین کے گندے پراپیگنڈا کی وجہ سے بعض سادہ لوح مگر سچے مسلمان بھی الجھ کر ٹھوکر کھا گئے۔ مگر حضرت عائشہؓ نے سب کو معاف کردیا اور اپنے دل میں کوئی رنجش وغیرہ نہ رکھی۔ ایک موقعہ پر حضرت حسانؓ نے آپ کی تعریف میں ایک شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے: ’’وہ ایک پاک دامن عفیفہ خاتون ہیں اور صاحب عقل و دانش ہیں۔ ان کی ذات شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ وہ غافل بے گناہ عورتوں کا گوشت نہیں کھاتیں یعنی ان پر اتہام نہیں لگاتیں اور نہ ان کی غیبت کرتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ کے کمال اخلاق و عادات کے سبب آنحضرت ﷺ بھی آپؓ کے ساتھ دلداری کا سلوک فرماتے۔ ایک دفعہ جب چند حبشی شمشیر زن آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ کو نیزہ کے کرتب مسجد نبویؐ میں دکھا رہے تھے تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو بھی اپنے کندھے کی اوٹ میں یہ فوجی تماشہ دکھایا۔ ایک اور موقعہ پر رسولؐ اللہ نے آپؓ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا۔ پہلی دفعہ تو آپؓ آگے نکل گئیں۔ لیکن ایک عرصہ کے بعد دوسری بار آنحضور ﷺ دوڑ میں آگے نکل گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ھٰذِہٖ بِتِلْکَ۔ یعنی عائشہ اب وہ بدلہ اتر گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ عائشہ کو عورتوں پر وہ درجہ حاصل ہے جو عرب کے بہترین کھانے ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہوتا ہے۔ ایک اَور موقعہ پر فرمایا: سب لوگوں میں عائشہ مجھے محبوب ترین ہے۔

خلیفہ وقت کی اطاعت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 نومبر 2008ء میں مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب کے قلم سے محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کی خلیفۂ وقت کی اطاعت کا شاندار نمونہ بیان ہوا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو پاکستان میں سندھ کے محکمہ صحت کے سیکرٹری بننے کی آفر ہو چکی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آواز اُن کے کان میں پڑی کہ ارض بلال میں احمدی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ فوراً وقف کرکے میدان عمل میں پہنچ گئے۔ جب غانا میں اپنی منزل مقصود ’’اسکورے‘‘ نامی گاؤں میں پہنچے تو حیران رہ گئے کہ چھوٹا سا گاؤں جس میں بجلی ہے نہ پانی ہے سڑک بھی کوئی نہیں۔ فوراً حضور کی خدمت میں لکھا کہ اس گاؤں میں تو میرے لئے کوئی کام نہ ہوگا۔ مریض کیسے آئیں گے۔ اس لئے فوری طور پر مناسب مقام اور جگہ کی تلاش کی جائے۔ جس پر حضور متفکر ہوئے اور فرمایا کہ دعا کے بعد جواب دیں گے۔ ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضورؒ نے اس عاجز کو یاد فرمایا اور حاضر ہونے پر فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کو تار دیدو کہ ’’اسکورے کو نہیں چھوڑنا، اللہ تعالیٰ اسی میں بہت برکت ڈالے گا۔

ڈاکٹر صاحب تار ملنے پر اسکورے میں ہی دھونی رما کر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نزول ہونا شروع ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حکومت نے احمدیہ ہسپتال کی خاطر اس گاؤں کو بجلی اور پانی سپلائی کردیا اور چند ماہ میں پکی سڑک بھی بن گئی جس پر سرکاری بسیں اس گاؤں کو ملک کے اہم شہر کماسی سے ملاتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ ہسپتال کی مستقل عمارت کی بنیادیں کھدوانی شروع کروائیں تو عیسائی حاسدوں نے روڑے اٹکانے شروع کردیئے اور وزیر صحت کے ذریعہ کام بند کرکے ڈاکٹر صاحب کو ملک بدر کرنے کا حکم جاری کروا دیا جس کا ڈاکٹر صاحب نے خداداد ذہانت سے دفاع کیا تو صدر مملکت غانا نے سارے حالات سن کر حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب تو غانا میں رہیں گے، اگر وزیر صحت جانا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔

ہسپتال کی نئی عمارت چند ماہ میں تیار ہوگئی اور پاکستان کے سفیر S.A Moid بھی افتتاح میں شامل ہوئے اور بہت خوش ہوئے کہ ایک پاکستانی ڈاکٹر کو افریقن بھائیوں کی خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اب یہی ہسپتال مغربی افریقہ میں نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کے تحت بہت بڑا ہسپتال ہے جس میں یکصد سے زائد بستر ہیں اور VIP وارڈ بھی الگ ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

26th November 2010 – 2nd December November 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 26th November 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th June 1995.
02:35 Historic Facts
03:05 MTA World News & Khabranama
04:00 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th December 1994.
05:05 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:35 Rah-e-Huda
10:05 Indonesian Service
11:00 Tilawat
11:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15 Dars-e-Hadith
13:45 Bengali Service
14:50 Real Talk
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Friday Sermon [R]
17:25 Huzoor's Ijtema Address
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Insight & Science and Medicine Review
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 27th November 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th July 1995.
02:15 MTA World News & Khabarnama
02:50 Friday Sermon: rec. on 26th November 2010.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 3rd December 1995. Part 2.
09:40 Yassarnal Qur'an
10:00 Friday Sermon [R]
11:10 Indonesian Service
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:10 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 28th November 2010

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:35 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th July 1995.
02:50 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:10 Friday Sermon: rec. on 26th November 2010.
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30 Zinda Log
07:50 Faith Matters
09:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 16th November 2007.
11:55 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20 Yassarnal Qur'an
12:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Bengali Service
13:55 Friday Sermon [R]
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA Variety
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Ashab-e-Ahmad

Monday 29th November 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 International Jama'at News
01:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
01:55 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th August 1995.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Friday Sermon: rec. on 26th November 2010.
04:55 Faiths Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st February 1999.
09:45 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 17th September 2010.
10:45 MTA Variety
11:45 Tilawat
11:55 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 25th February 2005.
15:00 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th August 1995.
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 MTA Variety [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Tuesday 30th November 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th August 1995.
02:40 MTA World News & Khabarnama
03:10 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st February 1999.
04:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:50 Dars-e-Hadith
05:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 MTA Variety
08:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th January 1995. Part 1.
10:10 Indonesian Service
11:10 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 15th January 2010.
12:10 Tilawat
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50 Science and Medicine Review & Insight
13:25 Bangla Shomprochar
14:25 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 2nd November 2005.
15:00 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Rah-e-Huda
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 26th November 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
22:40 MTA Variety [R]
23:10 Real Talk

Wednesday 1st December 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Dars-e-Malfoozat
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th August 1995.
02:25 Learning Arabic
02:40 MTA Variety
03:10 MTA World News & Khabarnama
03:40 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th January 1995. Part 1.
05:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 2nd November 2005.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Art Class: with Wayne Clements.
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 MTA Variety
08:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:15 Question and Answer Session: recorded on 29th January 1995. Part 2.
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:20 Tilawat
12:30 Zinda Log
12:50 Friday Sermon: rec. on 4th March 2005.
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Rah-e-Huda
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:45 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:15 Arabic Service
19:25 Real Talk
20:05 MTA Variety [R]
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 2nd December 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 15th August 1995.
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:05 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:30 Friday Sermon: rec. on 4th March 2005.
04:30 Art Class: with Wayne Clements.
05:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 MTA Sports
07:05 Zinda Log
07:55 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:00 Adaab-e-Zindagi
10:10 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
11:40 Tilawat
12:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 26th November 2010.
14:05 Shotter Shondhane
15:25 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th December 1994.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Yassarnal Qur'an
16:45 Faith Matters [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
23:20 Adaab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 19 Novembr , 2010 | Issue No. 47

پاکستان میں آنے والا تاریخ کا بدترین سیلاب

ایک نشان، ایک عذاب

اس نشاں کو دیکھ کر پھر بھی نہیں ہیں نرم دل
پس خدا جانے کہ اب کس حشر کا ہے انتظار

(جمیل احمد بٹ۔کراچی)

28 رمئی 2010ء کو لاہور میں خدا کے دو گھروں میں اللہ کی عبادت کے لئے جمع ہونے والے نیک، پرہیزگار، سب سے محبت کرنے والے اور کسی کا برا نہ چاہنے والے احمدیوں کو ظلم اور بربریت کے ساتھ دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ 86 پیارے وجود خدا کی راہ میں قربان ہو گئے اور 120 زخمی ہوئے۔ اس ظلم کی بہتوں نے مذمت کی لیکن اکثر نے لاتعلق رہ کر اس کی خاموش تائید کی اور کچھ نے اسے بھی خوشی کا ایک موقع جانا۔

یہ خون عبث نہ تھا بلکہ خدا کی راہ میں بہایا گیا تھا جسے خدا نے قبول فرمایا اور ابھی دو ماہ نہ گزرے تھے کہ اس کی تقدیر حرکت میں آ گئی اور پورا ملک ایک ایسے طوفان کی زد میں آ گیا جس کی کوئی مثال پہلے نہیں ملتی۔ اس سیلاب کی تباہ کاریوں کو 2004ء کے سونامی، 2005ء کے کشمیر کے زلزلے اور 2010ء کے ہیٹی کے زلزلے سے ہونے والے مجموعی نقصان سے زائد شمار کیا گیا۔ جس کے ازالہ اور تباہ حال لوگوں کی مکمل معاشی اور معاشرتی بحالی میں ایک لمبا عرصہ لگے گا۔

سیلاب کی شدت

26 رجولائی کو پشاور میں 24 گھنٹوں میں 10.7 انچ ریکارڈ بارش سے اس طوفانی سلسلے کا آغاز ہوا اور پھر آہستہ آہستہ پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا اور اس پانی کے سمندر میں جا گرنے تک دو ماہ سے زائد عرصہ لوگ اس آفت کا شکار رہے۔ اس عرصہ میں سیلابی ریلوں کا سلسلہ یوں جاری رہا گویا آسمان پھٹ پڑا ہے اور زمین کے سوتے بھی۔ بھرے پرے شہروں کو 18 فٹ اونچے پانی کے ریلے گویا بہا کر لے گئے اور آباد گھر کیچڑ اور گارے کے ملبے میں بدل گئے ۔ ہزار ہا دیہات اور بیسیوں قصبوں کے ساتھ نوشہرہ، مظفرگڑھ، دادو اور ٹھٹہ جیسے پرانے اور بڑے شہر اس سیلاب کی زد میں آئے اور خالی کرانے پڑے۔ ایک وقت میں اس سیلاب کا پھیلاؤ اتنا ہو گیا کہ پاکستان کے کل رقبہ کا پانچواں حصہ زیر آب آ گیا۔

سیلاب سے نقصان

UNO کے ایک جائزہ کے مطابق اس سیلاب سے تقریباً دو ہزار افراد اپنی جان سے گئے اور 2 کروڑ دس لاکھ افراد متاثر اور بے گھر ہوئے۔ 17 ملین ایکڑ زرعی زمین زیر آب آ گئی اور کھڑی فصلیں ضائع ہو گئیں۔ صرف کپاس کی 20 لاکھ گانٹھیں تباہ ہوئیں۔ ورلڈ فوڈ پروگرام (WPF) کی 23 رستمبر تک کی جائزہ رپورٹ کے مطابق 7 لاکھ رہائشی گھر مکمل طور پر تباہ ہوئے جبکہ ۴ لاکھ ناقابل رہائش ہو گئے۔ 17,600 اسکول اور 436 علاج کی سہولتیں تباہ ہوئیں۔ 2434 میل ہائی وے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی اور 12 لاکھ سے زائد جانور ہلاک ہوئے۔ ایشین ڈیولپمنٹ بینک (ADB) کے جائزہ کے مطابق جانوروں، فصلوں، انفراسٹرکچر کے نقصانات کا محتاط اندازہ 69 بلین ڈالر ہے جبکہ معشیت پر اس کے مجموعی اثرات 43 بلین ڈالر کے بقدر یہ سیلاب عذاب الٰہی تھا

بارشوں اور سیلاب کے اس سلسلہ اور ان کے نتیجہ میں ہونے والی تباہیوں کو میڈیا میں تاریخ کا بدترین سیلاب، ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی آفت، موجودہ صدی کا سب سے تباہ کن سیلاب، قیامت صغریٰ، طوفان نوح اور عذاب الٰہی کہا گیا۔ دو کروڑ سے زائد پاکستانی جو اس آفت سے براہ راست متاثر ہوئے جن کی آبادیاں ان کی نگاہوں کے سامنے خس وخاشاک کی طرح بہہ گئیں جو اپنے تمام اثاثوں سے یکدم محروم ہو گئے۔ جن کے مال مویشی بھی اپنی جان سے گئے۔ جو صرف اپنی جان بچا کر کسی اونچی سطح پر تا حد نگاہ پانی کے درمیان محصور رہے اور جن کی زندگی کی ڈور کئی کئی دن اس امدادی سامان سے بندھی رہی جو ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ انہیں پہنچایا گیا، جو بے گھر ہو کر عورتوں اور بچوں کے ہمراہ کس مپرسی کے عالم میں دور دراز واقع کیمپوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ جن میں سے بہتوں کی ایسی تصویریں آئے دن میڈیا پر دکھائی گئیں جن میں وہ چہروں پر بھوک سجائے حسرت و بے بسی کی تصویر بنے خالی برتن اٹھائے امدادی خوراک کی راہ تک رہے تھے یا ملنے والی ناکافی امداد کے پیچھے باہم دست وگریباں تھے۔ یہ سب اس بارے میں کوئی شک نہیں کر سکتے کہ یہ سیلاب جس کی گزشتہ 90 سال میں کوئی نظیر نہیں ملتی اور جو حیرت انگیز طور پر پہاڑوں پر بھی آیا اور جس میں بہنے والا پانی اس بارش سے زائد شمار ہوا جو محکمہ موسمیات کے ریکارڈ میں آسمان سے برسا صرف اور صرف عذاب الٰہی تھا۔

بظاہر طبعی اسباب

ہاں اس سیلاب کی پہنچ سے فی الوقت بچ جانے والوں میں سے بعض حضرات علمی موشگافیاں کر کے اسے عذاب کہنے سے کترا رہے ہیں اور باوجود اس اقرار کے کہ اس تباہی کی کوئی مثال نہیں اسے طبعی اسباب کے تحت قدرتی آفت کہنے پر مصر ہیں۔ بلا شبہ سب عذاب بظاہر طبعی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔ پانی کے ذریعہ آنے والی وہ تباہیاں جنہیں قرآن کریم نے گزشتہ اقوام کے ذکر میں عذاب الٰہی شمار کیا ہے ان کے اسباب تو طبعی ہی تھے لیکن ان ظاہری اسباب کو متحرک کرنے کا باعث دیگر عوامل تھے جنہوں نے زندگی کا سامان کرنے والی عام بارشوں کو مسلسل برسنے والے پانی میں بدل دیا اور زمین سے بھی چشمے پھوٹ پڑے۔ (القمر:12-13) یا ساکن پانی کو ٹوٹے ہوئے بند کا (موجزن) سیلاب بنا دیا۔ (سبا:17) یا ایک راہ سے بخیریت گزر جانے والوں کی نگاہوں کے سامنے پیچھا کرنے والوں کو غرق کر دیا۔ (بقرہ:51)

پانی کے گزشتہ عذابوں کی وجوہات

یہ عوامل کیا تھے؟ قرآن کریم میں قوم نوح، قوم فرعون اور قوم سبا کی پانی کے ذریعہ ہلاکت کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ان کے اس عذاب کا سزاوار ہونے کی درج ذیل سات وجوہات بھی مذکور ہیں:

1۔ نعمت نبوت کی ناشکری:

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۔ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا:17-18)

ترجمہ: پھر انہوں نے انحراف کیا تو ہم نے ان پر ٹوٹے ہوئے بند کا (موجزن) سیلاب بھیجا۔ یہ جزا ہم نے ان کو اس سبب سے دی کہ انہوں نے ناشکری کی اور کیا سخت ناشکرے کے سوا بھی ہم کسی کو ایسی جزا دیتے ہیں؟

2۔ خدا کے مامور سے تکبر کے ساتھ اعراض اور پہلوتہی:

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا اسْتِكْبَارًا (نوح:8)

ترجمہ: (حضرت نوحؑ کی اللہ تعالیٰ سے فریاد) اور جب کبھی میں نے انہیں دعوت دی تا کہ تو انہیں بخش دے انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور بہت ضد کی اور بڑے استکبار سے کام لیا۔

3۔ الٰہی نشانات کی تکذیب اور ان سے غفلت:

i- فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ (الاعراف:65)

ترجمہ: اور ہم نے اسے (حضرت نوح کو) اور ان کو جو کشتی میں اس کے ساتھ تھے نجات دی اور انہیں غرق کر دیا جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا۔

ii- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف:137)

ترجمہ: پس ہم نے ان (آل فرعون) سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان سے غافل تھے۔

4۔ خدا کے مامور کی تکذیب، تذلیل اور تمسخر:

i- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ (القمر:10)

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ (سورۃ القمر:12)

ترجمہ: اس سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہا کہ ایک مجنوں اور دھتکارا ہوا ہے۔ تب ہم نے مسلسل برسنے والے پانی کی صورت میں آسمان کے در کھول دیئے اور ہم نے زمین کو چشموں کی صورت میں پھاڑ دیا۔

ii- وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ (ھود:39) ۔ ترجمہ: اور جب اس (نوح) کی قوم کے سرداروں کا اس پر گزر ہوا وہ اس سے تمسخر کرتے رہے۔

iii- قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الاعراف:61) ترجمہ: اور اس (نوح) کے سرداروں نے کہا ہم تو تجھے یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

iv- فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ھود:28) ترجمہ: پس اس (نوح) کی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر کیا کہ ہم تو تجھے محض اپنا جیسا ہی ایک بشر دیکھتے ہیں۔

v- وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (ھود:28) ترجمہ: اور ہم اپنے اوپر تمہاری کوئی فوقیت نہیں سمجھتے اور تمہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں۔

5۔ خدا کے مامور کی نافرمانی:

فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا (المزمل:17) ترجمہ: پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے ایک سخت گرفت میں جکڑ لیا۔

6۔ اہل ایمان کو حقیر اور اقلیت گردانا:

i- مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (ھود:28) ترجمہ: (نوح کی قوم میں سے ان سرداروں نے جنہوں کا کفر کیا کہا) کہ ہم اس کے سوا تجھے کچھ نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے وہ بادی النظر میں ہمارے ذلیل ترین لوگ ہیں۔

ii- اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۔ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (الشعراء:55-56) ترجمہ: (فرعون نے کہا) یقیناً یہ لوگ ایک کم تعداد حقیر جماعت ہیں اور اس کے باوجود یہ ضرور ہمیں طیش دلا کر رہتے ہیں۔

7۔ سرکشی، بغاوت اور زیادتی:

i- وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۔ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۔ (یونس:91) ترجمہ: اور ہم نبی اسرائیل کو سمندر پار اتار لائے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے بغاوت اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اسے غرقابی نے آلیا۔

ii- وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ (یونس: 84) ترجمہ: یقیناً فرعون زمین میں بہت سرکشی کرنے والا تھا اور یقیناً وہ حد سے گزر جانے والوں میں سے تھا۔

اب بھی یہی وجوہات ہیں:

پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خادمِ خاص کی صورت بطور امام مہدی اور مسیح موعود مامور فرمایا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کے فرستادوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے آپ کی دعوت کو بھی اکثر نے قبول نہ کیا اور ہر طرح آپ کی مخالفت کی گئی حیرت انگیز طور پر اس مخالفت

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں